

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
www.safareadab.com

وہ کچھ

عروج فاطمہ



وہ پانچ



از قلم عروج فاطمہ

All Rights Reserved

Copyright: Urooj Fatimah (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

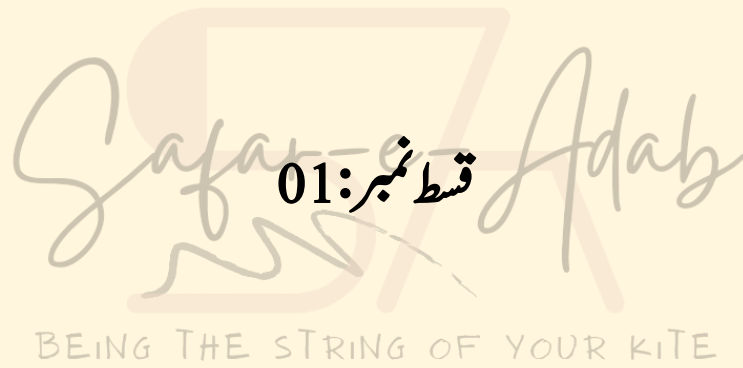
adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

وہ پانچ کے تمام جملہ حقوق لکھاری "عروج فاطمہ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔





(حال)

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا وہ کھڑکی کے آگے کھڑی دور فلک پر چمکتے چاند کو دیکھ رہی تھی چاند بھی اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اتنی ٹھنڈ میں بھی وہ بنا کسی گرم کپڑو کے ننگے پاؤں کھڑی ایک ٹک چاند کو دیکھ رہی تھی وہ وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھی اچانک تیز ہوا سے کھڑکی کا ایک پٹ زور سے دیوار سے ٹکرایا جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی اس نے گردن موڑ کر پیچھے لیٹی اپنی روم میٹ کو دیکھا جو آواز پر ذرا سا کسمسائی اور پھر کروٹ بدل کر سو گئی وہ خاموشی سے چلتی ہوئی بیڈ تک آئی بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے سلپنگ پلس لی پانی کی مدد سے اسے ہلک سے نیچے اتارا اور لیٹ گئی وہ جانتی تھی نیند تو اسے پھر بھی نہیں آئی.....

(ماضی)

سڈ نو نو نو پلیز میں تمہاری فرینڈ ہونہ تم اتنی ٹھنڈ میں مجھ پر ایسا ظلم کرو گے۔۔۔ ٹینا بھاگتے ہوئے مسلسل چلا رہی تھی۔۔۔۔ سڈ اسکے پیچھے پانی سے بھرے غبارے لئے اسے پکڑنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔۔۔۔ ایک غبارہ اس نے ٹینا کو مارا مگر وہ بچ گئی۔۔۔۔ ٹینا سامنے سے آتے راہول کے پیچھے چھپ کر اپنا سانس بہال کرنے لگی سڈ بھی وہی رک اسکی تقلید کرنے لگا۔۔۔۔ را دیکھو نہ یہ کیا کر رہا ہیں۔۔۔ ٹینا معصوم سی شکل بنائے بولی۔۔۔۔ میں نے کیا کیا یہ جو تم نے ابھی میرے ساتھ کیا اسی کا بدلہ لے رہا ہوں۔۔۔۔۔ سڈ نے اپنی شرٹ کی اور اشارہ کرتے کہا جو پوری بھیگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ میں اتنے آرام

سے وہاں بیٹھا تم سب کا ویٹ کر رہا تھا اور تم نے یہ کر دیا میں کہہ رہا ہوں عزت سے باہر آ جاؤ ورنہ

----- سڈ نے انگلی اٹھائے اسے تنبیہ کرتے کہا۔۔۔۔۔ ورنہ کیا میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے آؤ مارو مجھے

پر پہلے پکڑ تو لو۔۔۔۔۔ ٹینا اسے انگوٹھا دکھائے مزید سلگائی۔۔۔۔۔ سڈ غصے سے اسکی اور بڑھا۔۔۔۔۔ کیا

یار ایک کمزور لڑکی سے بدلہ لے رہے ہو۔۔۔۔۔ راہول جو کب سے خاموش کھڑا انکی تکرار سن رہا تھا سڈ

کو روکتے مزے سے بولا۔۔۔۔۔ کون کمزور میں کوئی کمزور و مزور نہیں ہوں۔۔۔۔۔ ٹینا سڈ کو چھوڑ رہا ہول

کو چٹ گئی۔۔۔۔۔ اچھا تو پھر سڈ کمزور ہو گا جو ایک لڑکی کے ہاتھوں ذلیل ہو رہا ہیں کیوں سڈ

۔۔۔۔۔ راہول نے معصومیت سے کہہ کر سڈ کی اور دیکھا۔۔۔۔۔ میں کوئی کمزور نہیں ہوں۔۔۔۔۔ سڈ سینہ

اکڑاے بولا۔۔۔۔۔ وہ تو میرا دھیان نہیں تھا اسی لئے یہ ہو اور نہ اسے بتاتا۔۔۔۔۔ سڈ نے خونخوار نظروں سے

ٹینا کو گورتے کہا۔۔۔۔۔ کیا بتاتے تم پچھلے آدھے گھنٹے سے تم اسے پکڑنے کی کوشش کر رہے ہو اور یہ ہیں

جو ہاتھ ہی نہیں آرہی چھی چھی سڈ تم سے ایک لڑکی نہیں پکڑی جارہی۔۔۔۔۔ راہول نے تاسف سے سر

ہلایا۔۔۔۔۔ مرد بنو سڈ مرد۔۔۔۔۔ راہول نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ تمہیں

میں مرد نہیں لگتا۔۔۔۔۔ سڈ صدمے سے بولا۔۔۔۔۔ ٹینا نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔۔۔۔۔ راہول کو بھی ان

دونوں کو تپانے میں مزہ آتا تھا اور اب بھی وہ اپنا داؤ کھیل چکا تھا۔۔۔۔۔ میں نے ایسا نہیں کہا میں تو بس یہ کہہ

رہا تھا تم ایک لڑکے ہو کر ایک لڑکی کو نہیں پکڑ پارہے۔۔۔۔۔ راہول نے معصومیت کی آخری حد کو

چھوتے کہا۔۔۔۔۔ بائی داوے میں ذرا اے بے کوڈھونڈ لوں۔۔۔۔۔ راہول ہاتھ جھاڑتا وہاں سے نکل گیا

۔۔۔۔۔ سڈ نے راہول کے جاتے ہی ٹینا پر اٹیک کیا۔۔۔۔۔ ٹینا بروقت نیچے جھکی پانی سے بھر اغبارہ پیچھے سے

آتے اکشے کی شرٹ پر لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی ساری شرٹ بھیک گئی۔۔۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے۔۔۔۔۔ اکشے نے صدمے سے اپنی شرٹ کو دیکھتے کہا۔۔۔۔۔ وہ میں تو ٹینا کو۔۔۔۔۔ سڈ نے ٹینا کی اور اشارہ کیا مگر یہ کیا ٹینا اکشے کے غبار لگتے ہی وہا سے رفوچکر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اسے ٹینا پر ڈھیر و غصہ آیا۔۔۔۔۔ سوری۔۔۔۔۔ سڈ نے بتی سی نکالتے کہا اور وہا سے تیزی سے بھاگا تھوڑی دیر پہلے والا سین اب دوبارہ شروع ہو چکا تھا پر اس بار بھاگنے والا سڈ اور پکڑنے والا اکشے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا یار تم یہا ہو میں تمہیں کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔۔۔ راہول جو کب سے عروج کو ڈھونڈ رہا تھا آخر اسے لا بئریری میں ملی۔۔۔۔۔ تمہیں پتا تو ہیں اگر میں کلاس یا کینیٹین میں نہ ملوں تو لا بئریری میں ہوتی ہوں۔۔۔۔۔ عروج نے دھیمی سی آواز میں مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔ ہاں یار بھول گیا تھا چلو کینیٹین میں چلے۔۔۔۔۔ باقی سب پوہنچ گئے۔۔۔۔۔ عروج نے بک واپس رینک میں رکھتے پوچھا۔۔۔۔۔ ہاں سب وہی ہیں بس تمہارا انتظار ہو رہا ہیں۔۔۔۔۔ راہول نے آگے چلتے کہا۔۔۔۔۔ عروج چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ کینیٹین پوہنچے تو سامنے ہی وہ تینوں بیٹھے نظر آئے۔۔۔۔۔ ہیلو گائیز۔۔۔۔۔ عروج نے بلند آواز میں کہا اور چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ راہول بھی ساتھ ہی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ کہا تھی یار تمہیں پتا نہیں نہ اس وقت سب کو کینیٹین میں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔ ٹینا نے خفگی سے کہا۔۔۔۔۔ سوری یار لا بئریری میں ٹائم کا پتا ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔ عروج نے اسکے پھولے گال کھینچتے محبت سے کہا۔۔۔۔۔ چھوڑو ٹینا تمہیں پتا تو ہیں جب یہ لا بئریری میں ہو تو اسے وقت کی کہا ہوش رہتی ہیں۔۔۔۔۔ اکشے نے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔ پتا نہیں اتنا پڑھ کیسے لیتی ہیں ہم سے تو نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ سڈ نے بے اختیار جھر جھری لی۔۔۔۔۔ سب مسکرا دیئے۔۔۔۔۔ اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کوئی نئی

تازی۔۔۔ عروج نے روز کا جملہ دوہرایا۔۔۔۔ پاکستان بی جان سے بات کرتے وہ انکا ایک جملہ باخوبی سیکھ گئی تھی جسے بولنا اسکا روز کا معمول تھا۔۔۔۔ نئی تازی سے یاد آیا کل ڈیڈ نے گھر میں ایک چھوٹی سی پارٹی رکھی ہیں اور تم سب کو آنا ہیں۔۔۔۔ راہول نے یاد آنے پر بتایا۔۔۔۔ واہ کس خوشی میں۔۔۔۔ ٹینا نے چہک کر پوچھا۔۔۔۔ اسے پارٹیز اٹینڈ کرنا بہت پسند تھا۔۔۔۔ ڈیڈ نے ایک نیا کیس جیتا ہیں اسی کی خوشی میں۔۔۔۔ راہول نے بے زاری سے بتایا۔۔۔۔ ویسے رات تمہارے ڈیڈ کے لوئر ہونے کا ایک فائدہ تو ہیں جب بھی وہ کوئی کیس جیتتے ہیں تو پارٹی ضرور دیتے ہیں۔۔۔۔ ٹینا کی آواز میں خوشی تھی۔۔۔۔ ویسے راجب تم بھی لوئر بن جاؤ گے تو ایسے ہی پارٹی دیا کرو گے نہ۔۔۔۔ ٹینا نے آنکھیں مٹکاتے پوچھا۔۔۔۔ تمہیں کس نے کہا میں لوئر بنو نگا میں تو ایک سکسیس فل بزنس مین بنو گا بلکل رضا انکل کی طرح۔۔۔۔ راہول گردن اکڑتا بولا۔۔۔۔ اپنے بابا کے نام پر عروج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی جبکہ اکشے نے ایک قہقہہ لگایا۔۔۔۔ کیا مسئلہ ہیں میں نے کوئی جوک نہیں مارا جو تم یوں ہنس رہے ہو۔۔۔۔ راہول تپ کر بولا۔۔۔۔ جوک سے کم بھی نہیں ہیں یہ تمہارے وہ کھڑوس ڈیڈ ہونے دینگے تب نہ انہوں نے تو قسم کھا رکھی ہیں تمہیں لوئر بنا کر چھوڑینگے یار میری مانو تو لوئر بن جاؤ کم از کم ہمیں ایسی پارٹیز تو دیکھنے کو ملیں گی۔۔۔۔ اکشے نے ٹینا کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہہ لگایا۔۔۔۔ اور جب سڈ پولیس والا بن جائے گا تب تو تم دونوں کا کاروبار بھی خوب چلیگا۔۔۔۔ ٹینا نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔۔۔۔ اوئے تمہیں کس نے کہا میں پولیس میں جاؤنگا اور یہ ہمارا کاروبار مطلب۔۔۔۔ سڈ نے کچھ غصے اور کچھ نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔ اب دیکھو نہ سڈ جب تم پولیس والے اور راہول لوئر بن جائے گا تو تم کیس لالا کر راہول کو دینا اور یہ انہے حل کر کے جو پیسے کمایگا انھے

آدھا آدھا بانٹ لینا سیلری الگ سے اور دوسری کمائی الگ سے اس طرح تمہارا کاروبار خوب چلیگا۔۔۔۔۔ ٹینا مزے سے کہتی اپنی بات کے آخر میں دوبارہ ہنس پڑی۔۔۔۔۔ دونوں کو یوں ہنسنا اور انکا مذاق اڑانا راہول اور سڈ کو مزید تپا گیا۔۔۔۔۔ زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہیں اگر تم لوگوں کے گھر والے تم دونوں پر پریشرا نہیں ہیں اسکا مطلب یہ نہیں تم دوسرو کا مذاق اڑاؤ۔۔۔۔۔ راہول کڑھ کر بولا۔۔۔۔۔ ویسے را آئیڈیا اچھا تو ہیں۔۔۔۔۔ کب سے خاموش بیٹھی عروج نے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔ اے جے کیا تم بھی۔۔۔۔۔ راہول نے حیرت سے کہا۔۔۔۔۔ ریلیکس را میں تو مذاق کر رہی تھی تم تو سیریس ہی ہو گئے۔۔۔۔۔ عروج یک دم سنجیدہ ہوئی۔۔۔۔۔ وٹ ایور میں چلا کچھ لینے کسی کو کچھ چاہیے تو بتا دو۔۔۔۔۔ راہول کرسی سے اٹھتا بولا۔۔۔۔۔ سب نے اپنا اپنا آرڈر بتایا۔۔۔۔۔ راہول جانے لگا جب سڈ نے اسے روکا۔۔۔۔۔ روکو میں بھی چلتا ہوں ورنہ یہ لوگ میرا دماغ کھا جائینگے۔۔۔۔۔ سڈ ایک خونخوار نظر ان پر ڈالتا راہول کے ساتھ ہی چلا گیا۔۔۔۔۔ پیچھے دونوں کے نہ رکنے والے قہقہے شروع ہو گئے۔۔۔۔۔ جبکہ عروج صرف مسکرا کر رہ گئی۔۔۔۔۔ BEING THE STRING OF YOUR KITE

رضامیر انڈیا کے ایک بہت بڑے بزنس مین تھے اور اے جے یعنی عروج انکی اک لوتی اولاد تھی رضامیر ایک حساس طبیعت کے مالک تھے عروج بھی انکی ہی کاپی تھی جہاں رضامیر کے آئے دن tv پر interview ہوتے رہتے وہی عروج رضامیر کے کوئی نام سے بھی آشنا نہیں تھا وہ شروع سے ہی سادہ زندگی گزارتی آئی تھی کوئی نہیں جانتا تھا رضامیر کی بیٹی کا اصلی نام کیا ہیں وہ دکھتی کیسی ہیں رضامیر پیار سے

اسے پری کہتے تھے اور وہ تھی بھی پریوں جیسی خوبصورت نرم دل اسکے پاس رب کی دی ہوئی ہر چیز تھی
بس وہ ایک چیز سے محروم تھی

رضامیر جب پہلی بار انڈیا آئے تب انکی ملاقات سرلہ سے ہوئی ملاقات محبت میں بدلی مگر سرلہ کے
پیرینٹس نے ایک شرط رکھی کے اگر رضامیر انڈیا ہی سیٹل ہو جائے تبھی وہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کریں گے
رضامیر نے شرط سن ہامی بھر لی افضل میر جو کے رضامیر کے والد تھے وہ ان سے ناراض ہو گئے رضامیر
انکے سب سے چھوٹے اور لاڈلے بیٹے تھے وہ انہی خود سے دور نہیں کرنا چاہتے تھے مگر رضامیر کی ضد کے
آگے ہار گئے اور یوں انکی سرلہ سے شادی ہو گئی مگر بعض دفع انسان اپنی محبت کو پا کر بھی کھو دیتا ہیں رضا
میر کے ساتھ بھی یہی ہوا جس دن عروج اس دنیا میں آئی اسی دن سرلہ نے اس دنیا سے منہ موڑ لیا ایک
قیامت ٹوٹی تھی رضامیر پر ابھی تو انکی خوشیوں کی شروعات ہوئی تھی اور ابھی سب ختم ہو گیا پر زخم چاہے
جتنا بھی گہرا کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن بھر ہی جاتا ہیں رضامیر کا زخم بھی بھر گیا اور اسکی سب سے بڑی
وجہ عروج تھی انکی زندگی انکی سرلہ کی آخری نشانی سرلہ کے جانے کے بعد ایک بار پھر افضل میر اور انکی
زوجہ نے انھے پاکستان واپس آنے کا کہا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا وہ اس جگہ کو چھوڑ نہ نہیں چاہتے
تھے جہاں انکی اور سرلہ کی یادیں تھی افضل میر نے بہت زور دیا مگر رضامیر نہیں مانے انہوں نے ایک
آخری کوشش کی رضامیر کو دوسری شادی کا کہا مگر ہر بار کی طرح انہوں نے منع کر دیا آخر تھک ہار کر وہ
خاموش ہو گئے رضامیر عروج کی پرورش اکیلے نہیں کر سکتے تھے سرلہ کی موت کے بعد سرلہ کے گھر
والوں نے عروج کو منحوس کا لقب دیکر ہر تعلق توڑ لیا رضامیر کو افسوس تو بہت ہوا مگر کہا کچھ نہیں رضامیر

نے عروج کے لئے ایک ملازمہ رکھ لی سعدیہ بی ہر وقت عروج کے ساتھ ہوتی عروج بھی ان سے کافی مانوس ہو چکی تھی جس کو دیکھتے رضا میر نے سعدیہ بی کو اپنے گھر کے فرد کا مقام دے دیا سعدیہ بی اس دنیا میں تنہا تھی رضا میر عروج کا بہت خیال رکھتے اور انہوں نے سعدیہ بی کو اپنی ماں کا درجہ دیا وہ تینوں اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہو چکے تھے مگر اتنی مصروفیت میں بھی وہ سرلہ کو نہیں بھولے۔۔۔۔۔

راہول کے ڈیڈ لوئر تھے اور سڈ یعنی سدھارت کے دیڈ پولیس کمشنر تھے اور دونوں کے ڈیڈ ہی یہ چاہتے تھے کہ وہ دونوں بھی انکی فیلڈ میں آئے لیکن دونوں کو ہی اس کام میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ٹینا کے ڈیڈ ڈاکٹر تھے اور اکشے کے ڈیڈ ایک بزنس مین تھے دونوں کے پیرینٹس نے کبھی ان پر کوئی زور آزمائی نہیں کی وہ اپنے فیصلوں میں آزاد تھے اور اسی کا فائدہ اٹھاتے ٹینا اور اکشے دونوں کو بہت تنگ کرتے تھے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسلام و علیکم پورے گھر میں عروج کی آواز گونجی یہ اسکا روز کا معمول تھا وہ جب بھی گھر آتی بلند آواز سلام کرتی گھر میں موجود سارے لوگ اسکی اس عادت سے واقف تھے یہ تربیت بھی رضامیر اور سعدیہ بی کی تھی رضامیر جو فون پر اپنی والدہ سے بات کر رہے تھے آواز سن انہوں نے زیر لب سلام کا جواب دیا لیس بی جان آگئی پری رضامیر نے مسکرا کر عروج کو دیکھتے کہا جو ابھی لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔۔ عروج نے رضا میر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔ یہ لویری بی جان سے بات کر رہے رضامیر نے موبائل

adab@safreadab.com

میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔۔۔ بی جان فورن بات سنبھالتی بولی۔۔۔۔ رضا سے کہا تھا تمہیں لے آئے بولا بی جان کام میں بڑی ہوں بھلاماں سے بھی زیادہ ضروری کوئی کام ہوتا ہیں۔۔۔۔۔ اب بی جان کی باری تھی خفا ہونے کی۔۔۔۔ بی جان میں نے ایسا تو نہیں کہا میں نے کہا تھا ابھی تھوڑا کام زیادہ ہیں ابھی فورن نہیں آسکتا ابھی تھوڑا وقت لگے گا۔۔۔۔ رضا میر نے ماں کی ناراضگی دیکھتے اپنی صفائی دی۔۔۔۔۔ ماں سے زیادہ کیا ضروری کام ہے کتنے سال ہو گئے تمہاری شکل دیکھے کہا بھی تھا واپس آ جاؤ مگر تم نہیں مانے آخری بار اپنے باپ کی میت پر شکل دکھائی تھی اپنی۔۔۔۔ بی جان کی بات کرتے کرتے آواز بھرا گئی۔۔۔۔۔ بی جان کیا فائدہ پرانی باتوں کو دوہرانے کا اور آپ روئے تو مت اچھا میں عروج کو بھیج دوں گا آپکے پاس۔۔۔۔ رضا میر نے ماں کا دل رکھنے کے لئے حامی بھری۔۔۔۔ ٹھیک ہیں تم اسے ہی بھیج دو اسے دیکھ کر ہی اپنی آنکھوں کی پیاس بجالو گی۔۔۔۔ بی جان نے آنکھیں پونچتے کہا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہیں بی جان میں اسے بھیج دوں گا اب آپ نے زیادہ ٹینشن نہیں لینی ورنہ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی اب رکھتا ہوں آپ اپنا دھیان رکھیے گا اللہ حافظ۔۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔۔ دوسری طرف کا جواب سن کر رضا میر نے موبائل رکھ دیا۔۔۔۔ بابا میں کیسے جاؤ گی میرے تو پیپر ہیں اگلے مہینے۔۔۔۔ رضا میر کے موبائل رکھتے ہی عروج پریشانی سے بولی۔۔۔۔۔ مجھے پتا ہیں پری پر ہر سال پیپر کے بعد تم اپنے دوستوں کے ساتھ کہیں نہ کہیں تو گھومنے جاتی ہی ہونا تو اس بار پاکستان چلے جانا تم سب لوگ پاکستان بھی دیکھ لو گے اور بی جان بھی خوش ہو جائیگی۔۔۔۔۔ رضا میر کی بات پر عروج خوشی سے اچھلی۔۔۔۔۔ یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہیں بابا۔۔۔۔۔ عروج خوشی

اے ادھر آؤ۔۔۔ وہ جو سر جھکائے اپنی کلاس کی اور جا رہی تھی کسی کے بلانے سے اس اور چل دی
۔۔۔۔ میری طرف دیکھو۔۔۔ ایک رعب دار آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔ عروج نے نظر اٹھا
کر اسے دیکھا جو اپنی پوری وجاہت لئے سامنے کھڑا تھا سیاہ آنکھیں اسی پر ٹکی تھی۔۔۔ پیچھے ہی اسکی گینگ
بھی موجود تھی۔۔۔ نام کیا ہیں تمہارا۔۔۔ اپنی گہری سیاہ آنکھیں اسی پر ٹکائے پوچھا
۔۔۔ عروج۔۔۔ وہ دھیرے سے کہہ کر دوبارہ نظر جھکا گئی۔۔۔ کیا کہا۔۔۔ اسنے تھوڑا سا آگے
جھکتے کان پر ہاتھ رکھے پوچھا جیسے اسے سنائی نہ دیا ہو۔۔۔ جی عروج۔۔۔ وہ نظر جھکائے ہی اس بار
تھوڑا زور سے بولی۔۔۔ ہا ہا ہا ایک دم وہاں کھڑے سبھی کا قہقہہ بلند ہوا۔۔۔ عروج نے نہ سمجھی سے
نظر اٹھا کر انھے دیکھا وہ سب ایسے ہنس رہے تھے جیسے اسنے کوئی لطیفہ سنا دیا ہوں۔۔۔ یہ کیسا نام ہے
۔۔۔ پیچھے کھڑے ایک لڑکے نے کہا۔۔۔ تم لوگوں نے کبھی سنایہ نام۔۔۔ زین نے ہنستے ہوئے اسکا مذاق
اڑایا۔۔۔ عروج جو پہلے نہ سمجھی سے انکے چہرو کو دیکھ رہی تھی یہ جان کر کہ وہ سب اسکے نام کا مذاق بنا
رہے ہیں غصے سے انھے گھورنے لگی۔۔۔ لگتا ہیں مارکیٹ میں کوئی نیا نام آیا ہیں۔۔۔ زین نے اپنی گینگ
سے کہا جس پر اسکے قہقہے دوبارہ

شروع ہو گئے۔۔۔ عروج ضبط سے خود پر کنٹرول کئے کھڑی تھی۔۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو غصہ آرہا
 ہیں مارو گی مجھے لومارو۔۔۔ زین نے اپنا چہرہ اسکے آگے کئے اسکا مذاق اڑایا۔۔۔ عروج مسلسل اسے گھور
 رہی تھی۔۔۔ اوہ میں تو ڈر گیا۔۔۔ زین مصنوعی ہاتھ اٹھاتا ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔۔۔ ایک بار پھر
 اسکی گینگ کے قہقہے بلند ہوئے۔۔۔ پہلے کبھی اس کالج میں نظر نہیں آئی۔۔۔ زین جو خود آج چھ مہینے
 کی سپینشن کے بعد کالج آیا تھا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔۔۔ پہلے تو میں نے بھی آپکو کبھی اس کالج میں
 نہیں دیکھا۔۔۔ عروج نے آنکھیں ترچھی کئے دو ٹوک کہا۔۔۔ بہت زبان چلتی ہیں تمہاری لگتا ہیں ابھی
 مجھے جانتی نہیں ہو۔۔۔ وہ لفظوں پر زور دیتا بولا۔۔۔ مجھے آپکو جاننے کا کوئی شوق بھی نہیں ہیں میں یہا
 پڑنے آتی ہوں آپ جیسے لوگوں کو جاننے نہیں۔۔۔ عروج نے بھی اسی کے لہجے میں جواب
 دیا۔۔۔ ایک لمحے کو اسنے اسکی ہمت کو داد دی جو اسکے سامنے زین عباسی کے سامنے اسے دو ٹوک جواب
 دے رہی تھی۔۔۔ تم جیسے لوگوں سے مطلب میں زین عباسی تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اس طرح
 بات کرنے کی۔۔۔ آنکھوں میں سرخی لئے وہ چلایا تھا۔۔۔ بالکل اسی طرح جس طرح ابھی اپنے اپنے
 دوستوں کے ساتھ مل کر میرے نام کا مذاق بنایا۔۔۔ وہ بھی غصے سے بولی۔۔۔ مجھ سے بد تمیزی کا انجام
 تو تمہیں بھگتنا ہو گا۔۔۔ شہادت کی انگلی اٹھائے وہ دراشتگی سے بولا تھا۔۔۔ کون کیا بھگتے گا یہ وقت
 بتائے گا اب میں جاؤں۔۔۔ اپنی بات کے آخر میں عروج اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھنے لگی
 ۔۔۔ نکلویہا سے لیکن یاد رکھنا۔۔۔ وہ مزید کچھ کہنے لگا لیکن عروج اسکی اجازت ملتے ہی اپنے قدم
 آگے بڑا چکی تھی۔۔۔ دیکھ لو نگا تمہیں۔۔۔ اسکی پشت کو دیکھتے وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔ زین نے مڑ کر اپنی

گینگ کو دیکھا جو اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔ عروج جس کا ارادہ اب کلاس میں جانے کا بالکل نہیں تھا کالج کی بیک سائیڈ پر آکر بیچ پر بیٹھ گئی۔۔۔ مجھے اس سے یوں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے اب وہ افسوس کر رہی تھی۔۔۔ پر اسنے میرے نام کا مذاق بنایا کتنے پیار سے بابا نے میرا یہ نام رکھا تھا۔۔۔ دوسری سوچ کے آتے ہی اسکی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔۔ بابا آپ نے میرا نام عروج کیوں رکھا سب میرے اس نام کا مذاق بناتے ہے۔۔۔ سات سالہ عروج نے خفگی سے کہا۔۔۔۔ رضا میر نے محبت سے اسے دیکھا جو منہ پھولائے انھے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ رضا میر بے اختیار مسکرائے۔۔۔۔ عروج کا مطلب ہیں بلندی ترکی کامیابی اور میں اپنی بیٹی کو اسکے نام کی طرح دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ رضا میر نے اسے پاس بیٹھائے کہا۔۔۔۔ مطلب بابا۔۔۔۔ وہ نہ سمجھی سے بولی۔۔۔۔ مطلب میری جان جب تم بڑی ہو کر ڈاکٹر بنو گی اپنی ماں کا خواب پورا کرو گی تب اپنے نام کی طرح ہی ترقی حاصل کرو گی کامیاب ہو کر بلندی پر جاؤ گی اور ایک بہت کامیاب ڈاکٹر بنو گی۔۔۔ رضا میر نے رسان سے کہا۔۔۔۔ اوو اچھا۔۔۔ عروج نے سمجھتے زور سے سر ہلایا۔۔۔ رضا میر کو اس پر ڈھیروں پیار آیا۔۔۔۔ اب جب کبھی بھی کوئی تمہارے نام کا مذاق اڑائے تو اسے نظر انداز کرنا ہمیں ہر کسی کی بات کو دل پر نہیں لینا چاہیے جو بھی کچھ بھی کہے اسے نظر انداز کرو ہم لوگوں کا منہ نہیں بند کر سکتے۔۔۔ رضا میر نے محبت سے اسے سمجھایا۔۔۔۔ اس دن سے عروج نے یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھالی کوئی بھی کچھ بھی کہتا وہ نظر انداز کرتی۔۔۔۔ مگر آج وہ ایسا نہ کر پائی آج وہ اپنی زبان نہ روک پائی۔۔۔ شاید اب وہ اپنے بابا کی پری دوستوں کی

اے جے نہیں تھی اب وہ صرف عروج تھی۔۔۔۔ ایک آنسو خاموشی سے اسکی آنکھ سے نکل کر اسکی گال پر بہہ گیا۔۔۔۔۔۔

(ماضی)

اگلے دن سب راہول کے گھر پر موجود تھے۔۔۔ عروج نے بلیک کلر کا گھٹنوں تک آتا فراک پہنا تھا بالوں کو سلیکے سے ایک طرف ڈالے وہ وہاں موجود سب سے خوبصورت اور الگ لگ رہی تھی۔۔۔ وہاں موجود زیادہ تر لڑکیوں نے ویسٹرن ڈریسز پہنی تھی خود ٹینا بھی ون پیس پہنے اپنے گنگریا لے بالوں کو کھلا چھوڑے عروج سے باتوں میں مصروف تھی۔۔۔ ایک طرف خاص شراب کا انتظام کیا گیا تھا عروج نے اس طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا وہ ایسی پارٹیز میں نہیں آتی تھی آج بھی وہ راہول کا دل رکھنے کے لئے آئی تھی۔۔۔ راہول کے ڈیڈ مسٹر اگر وال اپنے دوستوں سے ملنے میں مصروف تھے اسی لئے عروج اور ٹینا ہاتھوں میں پھولوں کا بکے لئے انکے فری ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔ جب سڈ دونوں کی طرف آیا۔۔۔۔۔ اے جے یو لو کنگ بیو ٹیفل۔۔۔ سڈ ٹینا کو نظر انداز کرتا عروج کی تعریف کرنے لگا۔۔۔۔ تھنک یو۔۔۔۔۔ عروج اپنی تعریف پر کھل کر مسکرائی۔۔۔۔۔ اور میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔۔۔ اپنے گنگریا لے بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کرتی ٹینا نے ایک ادا سے پوچھا۔۔۔۔۔ سڈ نے عروج سے نظرے ہٹا کر اوپر نیچے سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ ٹینا نے جو ون پیس پہنا تھا اس میں اسکا سارا جسم ڈھکا تھا سوائے ایک ٹانگ کے جو گھٹنوں سے اوپر تک برہنہ تھی۔۔۔۔۔ باقی سب تو ٹھیک ہیں مگر۔۔۔۔۔ سڈ ٹھوڈی پر ہاتھ ٹیکائے پر سوچ انداز میں بولا۔۔۔۔۔ یہ ایک لیگ پیس دکھانے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔ سڈ نے اسکی برہنہ ٹانگ کی طرف

اشارہ کرتے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔ جہاں ٹینا صدمے سے چلائی۔۔۔ وہی عروج نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی اڈ آنے والی ہنسی کا گلہ گوٹھا۔۔۔ ٹینا اکثر پارٹیز میں ایسی ہی ڈریسنگ کرتی تھی مگر سڈ نے کل والا بدلہ بھی لینا تھا۔۔۔ تمہیں دکھائی نہیں دیتا اسے فیشن کہتے ہیں۔۔۔ ٹینا دبے دبے غصے سے چلائی۔۔۔۔۔ تو بے ایسے فیشن کی۔۔۔ سڈ نے کانوں کو ہاتھ لگائے کہا۔۔۔۔۔ عروج کو دیکھ لو کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں تھوڑی فیشن سینس اس سے ہی لے لو۔۔۔۔۔ سڈ اسے انگرا اوپر بیٹھاتا مزے سے بولا۔۔۔۔۔ بکو اس بند کرو کیمنے انسان۔۔۔۔۔ ٹینا غصے سے پاگل ہوتی بولی۔۔۔۔۔ بکو اس تو نہیں کر رہا حقیرت بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔ سڈ حقیرت نہیں حقیقت۔۔۔۔۔ عروج نے اس کا جملہ درست کیا۔۔۔۔۔ ہاں وہی وہی۔۔۔۔۔ سڈ بات ہو امیں اڑاتا بولا۔۔۔۔۔ جب اردو آتی نہیں تو بولتے کیوں ہو۔۔۔۔۔ ٹینا نے اسے چڑھاتے کہا۔۔۔۔۔ نہیں آتی تو کیا ہوا سیکھ لو نگا۔۔۔۔۔ سڈ نے کالر جھاڑتے کہا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے عروج مزید انکی بحث سنتی اسے راہول کے ڈیڈ دکھائی دیئے جو اکیلے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ عروج انھے لڑتا چھوڑ مسٹر اگر وال کی طرف چل دی۔۔۔۔۔ ہیلو انکل مینی مینی کانگریز چولیشنز۔۔۔۔۔ عروج نے مسکرا کر بکے انکی طرف بڑایا۔۔۔۔۔ مسٹر اگر وال نے ایک نظر عروج کو دیکھ بکے کو دیکھا پھر پاس سے گزرتے ویٹر کو آواز دی۔۔۔۔۔ یس سر۔۔۔۔۔ ویٹر پاس آتا مودب سا بولا۔۔۔۔۔ یہ بکے لو اور اسے جا کر ڈسٹن میں ڈال دو۔۔۔۔۔ عروج کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔۔۔ ویٹر عروج کے ہاتھ سے بکے لینا ایک طرف چلا گیا۔۔۔۔۔ عروج نہ سمجھی سے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پتا نہیں راہول بھی کیسے کیسے لوگوں کو پارٹی میں بلا لیتا ہیں۔۔۔۔۔ مسٹر اگر وال نے ایک نفرت بھری نظر عروج پر ڈالتے کہا۔۔۔۔۔ عروج کا چہرہ ہتک سے لال ہو گیا۔۔۔۔۔ میں نے کتنی بار راہول

کو کہا ہیں تم سے دور رہے اور تم جیسے سارے لوگوں سے بھی۔۔۔۔۔ میرے جیسے لوگوں سے مطلب۔۔۔۔۔ عروج نے نہ سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔ تم جیسے دھوکے باز لوگوں سے۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال اپنے منہ سے زہر اگلتے بولے۔۔۔۔۔ نفرت ہیں مجھے تم لوگوں سے۔۔۔۔۔ وجہ۔۔۔۔۔ عروج نے خود پر ضبط کرتے پوچھا۔۔۔۔۔ سالوں پہلے تم لوگوں کو یہاں سے باہر پھینکا تھا مگر نہیں تم لوگوں کو تو شوق ہیں دوسروں کے دیس میں ڈیر اڈالنے کا۔۔۔۔۔ انہوں نے حقارت سے کہا۔۔۔۔۔ بٹوارے کے وقت جہاں بہت سے مسلم پاکستان گئے تھے وہی بہت سے یہاں بھی رہ گئے تھے تو اس حساب سے یہاں پہلے ہی بہت مسلم ہے اور یہ صرف آپکا نہیں ان مسلم لوگوں کا بھی ملک ہیں۔۔۔۔۔ عروج نے بھرپور اعتماد سے کہا۔۔۔۔۔ یہ صرف ہمارا دیس ہیں۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال دبے دبے غصے سے چلائے۔۔۔۔۔ تم جیسے گھٹیا لوگ۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال مزید زہر اگلنے لگے جب عروج نے انکی بات کاٹی۔۔۔۔۔ بس انکل بہت ہو گیا آپ راہول کے ڈیڈ ہیں اسی لئے میں آپکا لحاظ کر رہی ہو نہیں تو۔۔۔۔۔ نہیں تو کیا۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال اسکی بات کاٹتے چبا کر بولے۔۔۔۔۔ میرے گھر میں کھڑی ہو کر میرے سامنے زبان چلا رہی ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں۔

۔۔۔۔۔ کانگریس لیجنس انکل۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال کی بات بچ میں ہی رہ گئی جب ٹینا سڈراہول اور اکشے وہاں آگئے۔۔۔۔۔ ٹینا نے اپنا بکے آگے کئے خوشدلی سے کہا۔۔۔۔۔ اوو تھنک یو۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال نے مسکرا کر بکے تھامتے کہا۔۔۔۔۔ کانگریس لیجنس ڈیڈ۔۔۔۔۔ راہول آگے بڑکرا انکے گلے لگا۔۔۔۔۔ تھنک یو مائی سن۔۔۔۔۔ مسٹر اگروال سب سے مبارک باد لے رہے تھے۔۔۔۔۔ عروج ایک طرف کھڑی خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ تمہیں کیا ہوا۔۔۔۔۔ ٹینا نے اسکا سرخ چہرہ دیکھ کر مندی سے پوچھا

---- نہیں کچھ نہیں۔۔۔۔ وہ زبردستی مسکرائی۔۔۔ مگر آنکھیں اسکے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی
 تھی۔۔۔ آریو اوکے نہ۔۔۔۔ راہول نے اسکے چہرے پر نظرے ٹیکائے پوچھا۔۔۔۔ آئی ایم فائن
 راہول وہ ڈیڈ کافون آیا تھا دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو مجھے جانا ہو گا۔۔۔۔ عروج نے نظرے چرائے
 جھوٹ بولا۔۔۔۔ راہول کے ڈیڈ اپنے کسی دوسرے گیسٹ کی طرف جا چکے تھے۔۔۔۔ جھوٹ مت بولو
 اے جے بتاؤ کیا بات ہیں۔۔۔۔ راہول جانتا تھا اگر سعدیہ بی کی طبیعت خراب ہوتی تب بھی وہ عروج کو
 نہیں بتاتے کیونکہ وہ چھوٹی چھوٹی بات پر ٹینشن لیتی تھی۔۔۔۔ راہول بتایا نہ بی جان کی طبیعت ٹھیک نہیں
 ہیں۔۔۔۔ عروج خود پر ضبط کرتی بولی۔۔۔۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا وہاں وہ جلد سے جلد وہاں سے جانا چاہتی تھی۔
 ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہیں میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔۔ راہول آگے بڑتا بولا۔۔۔۔ نور میں خود چلی جاؤنگی
 ۔۔۔۔ عروج بنا انکا جواب سنے تیزی سے باہر کی جانب بڑی۔۔۔۔ اسے کیا ہوا۔۔۔۔ ٹینا نے اسکی پشت پر
 نظرے ٹیکائے اکشے سے پوچھا جس نے ٹینا کے سوال کے جواب میں کندھے اچکائے۔۔۔۔ میں دیکھتا ہوں
 ۔۔۔۔ راہول بھی تیزی سے اسکے پیچھے گیا۔۔۔۔ اے جے سنو۔۔۔۔ راہول نے اسے پیچھے سے آواز دی۔
 ۔۔۔ عروج جو اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہی تھی راہول کی پکار پر وہی رک گئی۔۔۔۔ تمہیں ڈیڈ نے کچھ کہا
 ہیں کیا۔۔۔۔۔ راہول نے جانچتی نظرو سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ نور انہوں نے کچھ نہیں کہا میں نے بتایا نا
 دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہیں اسی لئے جارہی ہوں۔۔۔۔۔ عروج نے زبردستی مسکراتے کہا۔۔۔۔۔ اچھا
 ٹھیک ہیں پوہنچ کر کال کرنا۔۔۔۔۔ راہول نے مزید سوال ترک کرتے کار کا دروازہ کھولتے کہا۔۔۔۔۔ عروج

-- عروج نے نہ سمجھی سے کہا۔۔۔۔۔ مطلب ہم مسلمان دھوکے باز نہیں ہوتے اور یہ بھی سچ ہیں ہم میں بہت سے دھوکے باز بھی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ سعدیہ بی کی بات پر وہ الجھ گئی۔۔۔۔۔ اس دنیا میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اچھے بھی اور برے بھی جو اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ کسی کے ساتھ برا نہیں کرتے نہ ہی کسی کو دھوکہ دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کا دل توڑتے ہیں اور جو برے لوگ ہوتے ہیں وہ دھوکہ بھی دیتے ہیں اور دل بھی توڑتے ہیں۔۔۔۔۔ سعدیہ بی نے ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں کہا

پردادی کیا صرف مسلمان ہی ایسے ہوتے ہیں

Safar-e-Adab

نہیں صرف مسلم ہی نہیں ہر ذات کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں

BEING THE STRING OF YOUR KITE

نہیں دادی انہوں نے کہا صرف ہم مسلم ہی ایسے ہوتے ہیں

دیکھو میری بچی جب سے اسلام اس دنیا میں آیا ہیں تب سے مسلمانوں کو بہت سی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہیں یہ جو غیر مسلم لوگ ہیں وہ ہمیشہ سے ہی اسلام کے بارے میں غلط غلط باتیں پھیلاتے ہیں تو کیا ہم ویسے

ہو جائینگے جسے وہ کہتے ہیں نہیں نہ۔۔۔ سعدیہ بی نے بہت سادگی سے اسے سمجھایا۔۔۔۔۔ عروج نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔۔۔ اب بتاؤ تمہیں یہ باتیں کس نے کہیں سعدیہ بی نے اپنی بات کے آخر میں پوچھا۔۔۔۔۔ دادی اگر میں نے انکا نام بتا دیا تو پردہ تو نہیں رہیگا نہ۔۔۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ اس بار سعدیہ بی نے نہ سمجھی سے کہا۔۔۔۔۔ مطلب دادی آپ ہی تو کہتی ہیں ہم مسلمانوں کو دوسروں کا پردہ رکھنا چاہیے۔۔۔۔۔ اسکی بات پر سعدیہ بی مسکرا دی۔۔۔۔۔ پر ابھی تو تم نے مجھے سب بتا دیا۔۔۔۔۔ سعدیہ بی اسے تنگ کرتی بولی۔۔۔۔۔ پر دادی نام تو نہیں بتایا نہ۔۔۔۔۔ عروج نے چہک کر کہا۔۔۔۔۔ سعدیہ بی نے اسکی ڈھیر و بلائے لی۔۔۔۔۔ چلو اب نیچے چل کر اپنے بابا سے مل لو تمہارے یوں اوپر آنے سے وہ پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ سعدیہ بی اپنی جگہ سے اٹھتی بولی۔۔۔۔۔ بابا بی نہ چھوٹی چھوٹی بات پر پریشان ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ عروج نے منہ بسور کر کہا۔۔۔۔۔ بیٹیوں کے باپ بیٹیوں کے معاملے میں ایسے ہی چھوٹی چھوٹی بات پر پریشان ہوتے ہیں تم نہیں سمجھو گی چلو آکر مل لو ان سے۔۔۔۔۔ سعدیہ بی کی بات پر وہ فرما برداری سے سر ہلاتی انکے پیچھے چل دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگلی صبح وہ لیٹ اٹھی جلدی جلدی سے فرش ہو کر وہ نیچے آئی جہاں رضامیر آفس جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔۔۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ عروج نے بلند آواز دونوں کو سلام کیا۔۔۔۔۔ وہ علیکم السلام بچہ۔۔۔۔۔ رضامیر نے اسے ساتھ لگائے جواب دیا۔۔۔۔۔ سعدیہ بی نے بھی مسکرا کر اسکے سلام کا جواب دیا۔۔۔۔۔ اف بابا آج لیٹ ہو گئی۔۔۔۔۔ عروج نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔ اُس اوکے پری لیٹ جلدی تو چلتا رہتا ہیں تم ناشتہ کئے بنا مت جانا میں اب چلتا ہوں۔۔۔۔۔ رضامیر اسے ہدایت کرتے ساتھ ہی اسکی پیشانی کا بوسہ لیا۔۔۔۔۔

اور سعدیہ بی کو خدا حافظ کہتے باہر نکلے۔۔۔۔ پیچھے عروج جس کا بریک فاسٹ کا کوئی ارادہ نہیں تھا جلدی سے اپنا بیگ اٹھائے سعدیہ بی کی پیشانی چومتی باہر دوڑی۔۔۔۔ ارے ناشتہ تو کرتی جاؤ۔۔۔ سعدیہ بی نے پیچھے سے ہی آواز لگائی۔۔۔۔ دادی کینٹین سے کر لوں گی اگر لیٹ ہوئی تو وہ چار و میری جان لے لینگے اللہ حافظ۔۔۔۔ وہ بنا مڑے تیزی سے کہتی گھر کی دہلیز پار کر گئی۔۔۔ سعدیہ بی نے مسکرا کر سردائیں بائیں ہلایا۔۔۔۔ کالج پوہنچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی مخصوص جگہ کی اور جا رہی تھی جہاں وہ روز اکٹھے ہو کر مل کر کلاس میں جاتے۔۔۔۔ ابھی بھی وہ تیز تیز چلتی بے دھیانی میں کسی سے ٹکرائی۔۔۔ اس سے پہلے وہ سوری بولتی سامنے کھڑے شخص کی شکل دیکھ اسکی تیوری چڑھ گئی۔۔۔۔ اتنی صبح صبح کہا جانے کی جلدی ہیں جان من۔۔۔۔ سامنے کھڑا شخص کمینگی سے بولا۔۔۔ پیچھے ہی اسکے آوار دوست بھی تھے۔۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔۔ عروج نے ناگواری سے بھنوںے سکڑتے کہا۔۔۔ اسکی بات پر سب کے قہقہے بلند ہوئے۔۔۔۔ روکی اس کالج کا سب سے عیاش اور آوارہ لڑکا تھا۔۔۔ اسے جب بھی موقع ملتا وہ عروج کو پریشان کرتا۔۔۔ اور آج بھی اسے عروج کی بد قسمتی کہو یا روکی کی خوش قسمتی جو ان دونوں کا آنا سا منا ہوا۔۔۔۔ میں نے کوئی جوک نہیں سنایا جو تم یوں ہنس رہے ہو۔۔۔۔ عروج نے غصے سے کہا۔۔۔ ہٹو میرے راستے سے صبح صبح موڈ خراب کر دیا۔۔۔۔ وہ کہہ کر جانے لگی جب روکی نے اس کا راستہ روکا۔۔۔۔ تمہاری ٹکڑ ہوئی ہیں بنا سوری بولے نہیں جانے دوں گا۔۔۔۔ روکی نے معنی خیزی سے کہا۔۔۔۔ میں نے کہا میرا راستہ چھوڑو۔۔۔۔ وہ اسکی غلیظ نظروں کو خود پر محسوس کرتی ضبط سے بولی۔۔۔۔ روکی اسکی بات کا جواب دیئے بغیر اسکی اور بڑا۔۔۔۔ روکی دور رہو مجھ سے۔۔۔۔ عروج انگلی اٹھائے کانپتی آواز میں اسے تنبیہ کرتی

بولی۔۔۔۔۔ ارے میری جان گھبرا کیوں رہی ہو کھا تھوڑی نہ جاؤنگا۔۔۔۔۔ رو کی آگے کو جھکتا کمینگی سے
 بولا۔۔۔۔۔ دور رہو ورنہ... ورنہ کیا رو کی نے اسکا ہاتھ پکڑے کہا۔۔۔۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔۔۔ عروج یک دم
 بوکھلا کر چلائی۔۔۔۔۔ راہداری میں اکاد کاسٹوڈنٹ ہی تھے۔۔۔۔۔ میں نے کہا چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔۔۔ وہ چلا کر
 اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔ رو کی اور اسکے دوست اسکی حالت سے لطف لیتے
 قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔۔۔ بے بسی سے وہ رونے لگی۔۔۔۔۔ رو کی نے ایک دم اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔۔۔۔ عروج
 بدک کر پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔ رو کی کی نظر پیچھے سے آتے راہول پر پڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔ جو یقیناً عروج کی طرح
 ہی لیٹ کالج آیا تھا۔۔۔۔۔ اسکے چلنے کی رفتار اور اسکے چہرے پر چھائے غصے کے آثار یہ بتا رہے تھے کہ وہ
 سب کچھ دیکھ چکا ہیں۔۔۔۔۔ پاس آتے ہی وہ رو کی پر جھپٹا اور پے درپے کئی وار اسکے چہرے پر کئے
 ۔۔۔۔۔ عروج جو پہلے ہی گھبرا ئی کھڑی تھی مزید گھبرا کر دیوار سے ٹیک لگا گئی آنسوؤں اسکے گال بھگورے
 تھے اور وہ خوفزدہ نظروں سے راہول کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے
 کی۔۔۔۔۔ ایک پنچ اسکے منہ پر مارا وہ چلایا تھا۔۔۔۔۔ رو کی بھی برابر کاروائی کرتا اس پر وار کر رہا
 تھا۔۔۔۔۔ ہاتھ کیسے لگایا اسے۔۔۔۔۔ راہول اسے زمین پر گرا چکا تھا ساتھ ہی ساتھ اس پر وار کرتا چلا رہا تھا۔
 ۔۔۔۔۔ رو کی کے دوستوں نے اسے دور کرنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے حواس میں کہا تھا۔۔۔۔۔ راہول چھوڑ
 دوا سے۔۔۔۔۔ عروج ہمت کرتی بولی۔۔۔۔۔ مگر شاید راہول نے اسکی بات نہیں سنی۔۔۔۔۔ آس پاس کافی
 سٹوڈنٹ جمع ہو کر انکا تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ کیا ہو رہا ہیں یہا۔۔۔۔۔ ایک دھاڑ پر راہول کے ہاتھ
 روکے۔۔۔۔۔ پروفیسر سرخ آنکھوں سے دونوں کو گھور رہے تھے۔۔۔۔۔ میں نے کہا کیا ہو رہا ہیں ہے

یہاں یہ کالج ہیں یا کوئی چڑیا گھر۔۔۔۔۔ پروفیسر دوبارہ دھاڑے۔۔۔۔۔ راہول اور روکی شرافت سے کھڑے ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ پروفیسر نے ایک نظر روتی ہوئی عروج پر ڈالی۔۔۔۔۔ سر اس سے پوچھے اس نے اے جے کے ساتھ مس بی ہیو کیا ہیں۔۔۔۔۔ راہول نے لال انگارا آنکھیں روکی پر گاڑے کہا۔۔۔۔۔ سر یہ جھوٹ بول رہا ہیں۔۔۔۔۔ روکی نے فورن ہونا دفاع کیا۔۔۔۔۔ آفس میں آؤ تم دونوں میرے اور تم بھی آخر میں پروفیسر نے عروج سے کہا اور وہاں کھڑی بھیڑ کو جانے کا کہہ کر دندناتے اپنے آفس چلے گئے۔۔۔۔۔ مجھ پر ہاتھ اٹھانا تمہیں بہت مہنگا پڑیگا۔۔۔۔۔ روکی نے منہ سے خون تھوکتے کہا۔۔۔۔۔ لیٹس سی۔۔۔۔۔ راہول اسے کھلا چیلنگ کرتا عروج کا ہاتھ پکڑ کر پروفیسر کے آفس کی اور چل دیا۔۔۔۔۔ بہت غلط کیا تم نے بہت غلط انجام تو بھگتتا پڑے گا۔۔۔۔۔ خود سے بڑبڑاتا وہ بھی پروفیسر کے آفس کی طرف بڑ گیا۔۔۔۔۔ تم بتاؤ عروج کیا ہوا تھا وہاں۔۔۔۔۔ وہ تینوں پروفیسر کے آفس میں مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے جب پروفیسر نے نرمی سے عروج سے پوچھا۔۔۔۔۔ جس پر اسے روتے ہوئے سب کچھ پروفیسر کے گوش گزارا۔۔۔۔۔ سر یہ جھوٹ بول رہی ہیں اس نے میرے ساتھ بد تمیزی کی تھی۔۔۔۔۔ روکی نے فورن اپنا دفاع کرنا چاہا۔۔۔۔۔ تم چپ رہو میں جانتا ہوں تم کتنے پارسا ہو۔۔۔۔۔ پروفیسر نے کڑی نظری سے اسے گھورتے طنز کیا۔۔۔۔۔ روکی خاموشی سے سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ عروج کالج کی سب سے ہونہار سٹوڈنٹ تھی اور پروفیسر اسے بہت اچھے سے جانتے تھے۔۔۔۔۔ روکی سوری بولو عروج سے۔۔۔۔۔ پر سر میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ سوری بولو۔۔۔۔۔ پروفیسر نے لفظ پر زور دیتے کہا۔۔۔۔۔ سوری۔۔۔۔۔ وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا۔۔۔۔۔ عروج نے نفرت سے اپنا چہرہ موڑ لیا۔۔۔۔۔ عروج میں تم سے

ایکسیوز کرتا ہوں میرے کالج میں تمہارے ساتھ ایسا ہی ہوا۔۔۔۔۔ پروفیسر نے شرمندگی سے کہا۔۔۔۔۔ نو سر۔۔۔۔۔ عروج فورن بولی۔۔۔۔۔ اور تم دونوں اکیڈمیس ہیں اسی لئے چھوڑ رہا ہوا اگر دوبارہ ایسی غلطی کی یا تم دونوں کے خلاف کمپلین ملی تو سسپینڈ کر دوں گا انڈر سٹینڈ۔۔۔۔۔ پروفیسر نے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔۔ یس سر۔۔۔۔۔ دونوں ایک ساتھ چلائے۔۔۔۔۔ اب جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔ راہول نے عروج کا ہاتھ پکڑا اور زہر الود نظر روکی پر ڈالتا باہر نکل گیا۔۔۔۔۔ روکی بھی ہتک سے لال چہرہ لئے پیچھے ہی پروفیسر کے آفس سے نکلا۔۔۔۔۔ اے جے چپ کر جاؤ یار اور کتنا روں گی۔۔۔۔۔ عروج پروفیسر کے آفس سے آنے کے بعد مسلسل روئے جا رہی تھی اور ٹینا اسے چپ کروانے میں ہلکا سا ہورہی تھی۔۔۔۔۔ ہمت کیسے ہوئی اسکی ہاتھ لگانے کی۔۔۔۔۔ سڈ غصے سے بڑبڑایا۔۔۔۔۔ جب سے انھے پتا چلا تھا تب سے دونوں غصے سے پرے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔ اسے اتنی ڈھیل دینی ہی نہیں چاہیے تھی۔۔۔۔۔ اکشے بھی غصے سے چلاتا مسلسل چکر کاٹ رہا تھا دونوں کا بس نہیں چل رہا تھا روکی کا منہ توڑ دے۔۔۔۔۔ اے جے چپ کر جاؤ یار رونے سے کیا ہو گا۔۔۔۔۔ ٹینا جو کب سے اسے چپ کروا رہی تھی ایک کوشش اور کرتی بولی۔۔۔۔۔ اسنے میرا ہاتھ پکڑا گھن آرہی ہے مجھے خود سے۔۔۔۔۔ وہ مزید تیزی سے رونے لگی۔۔۔۔۔ اے جے بھول جاؤ اس بات کو کیوں خود کو ہرٹ کر رہی ہو۔۔۔۔۔ ٹینا نے اسے سمجھایا۔۔۔۔۔ کیسے بھول جاؤ اس گھٹیا انسان نے میرا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔۔ عروج غصے سے بولی۔۔۔۔۔ اچھا چلو میں تمہارا ہاتھ ڈیٹول سے دھو دیتا ہوں سارے جراثیم چلے جائینگے۔۔۔۔۔ اکشے نے اسکا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔ جس پر عروج روتے روتے ہنس دی۔۔۔۔۔ چلو شکر ہیں تم ہنسی تو سہی۔۔۔۔۔ اسے ہنستا دیکھ ٹینا نے تشکر بھرا سانس خارج کیا

--- ظالموں ادھر بھی دیکھ لو تمہارے چکر میں کیا حالت ہو گئی ہیں میری۔۔۔ راہول جو کب سے ایک طرف بیٹھا انکی باتیں سن رہا تھا سسکتا بولا۔۔۔۔۔ ہاں تو تمہیں کس نے کہا تھا ہیر و بننے کو۔۔۔ عروج بھی اپنا موڈ تھیک کرتی شرارت سے بولی۔۔۔۔۔ احسان فراموش تمہارے چکر میں یہ حالت کر لی اور تم یہاں بیٹھی مجھے ہی غلط کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ راہول نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے دہائی دی۔۔۔۔۔ جہاں اسکی آنکھ پر نیل پڑنے کے ساتھ ساتھ اسکا جبر ا بھی ہلکا سا سوج چکا تھا۔۔۔۔۔ میں نے کہا تھا ایسا کرنے کو۔۔۔۔۔ عروج نے آنکھیں مٹکاتے شرارت سے کہا۔۔۔، مرو تم سب تم جیسے دوستوں سے دشمن اچھے۔۔۔۔۔ وہ جل کر بولتا جانے لگا جب عروج نے اسکا راستہ روکا۔۔۔۔۔ راہول نے مصنوعی ناراضگی سے چہرہ پھیرا۔۔۔۔۔ تھنک یو اینڈ سوری۔۔۔۔۔ عروج نے لاڈ سے دونوں کان پکڑے کہا۔۔۔۔۔ راہول مسکرایا۔۔۔۔۔ دوستی میں نو تھنک یو نو سوری لیکن پھر بھی ایکسپٹ کیا۔۔۔۔۔ راہول جتانے والے انداز میں بولا۔۔۔۔۔ عروج سمیت سبھی مسکرا دیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

(حال)

کالج سے واپس آ کر وہ فریش ہو کر اپنے ایک عدد سنگل بیڈ پر بیٹھ گئی تھوڑی ہی دیر میں اسے کام پر جانا تھا۔۔۔ اسکی روم میٹ اپنے بستر میں دبک کر سو چکی تھی۔۔۔ جب سے وہ ہوٹل آئی تھی روز اسکا یہی معمول دیکھتی۔۔۔۔۔ چند لمحے یونہی اسکی پرسکون نیند پر رشک کرتی اپنے دماغ میں آئی سبھی سوچوں کو جھٹک کر وہ اپنا بیگ چیک کرنے لگی۔۔۔۔۔ ضروری سامان بیگ میں رکھتی جب اسکی نظر ایک چیز پر پڑی ایک تلخ مسکراہٹ نے اسے چہرے کا طواف کیا۔۔۔۔۔ انہلر کو ہاتھ میں تھامے ایک بار پھر وہ ماضی کی

سوچوں میں غرق ہو گئی۔۔۔۔۔ انہلر کو واپس بیگ میں رکھ کر اسنے ایک آخری نظر اپنی روم میٹ پر ڈالی اور روم سے نکل گئی۔۔۔۔۔ راہداری بالکل خالی تھی شاید سبھی لڑکیاں اپنے کمروں میں تھیں۔۔۔۔۔ کاؤنٹر پر پڑے پیپر پر اپنی غیر حاضری کے سائن کرتی وہ ہو سٹل سے نکل گئی۔۔۔۔۔ اب اسکا رخ بس سٹاپ کی اور تھا۔۔۔۔۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے تھے یقیناً بارش آنے والی تھی۔۔۔۔۔ اسنے قدموں کی رفتار مزید بڑھالی بارش کسی بھی وقت ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔ بس اسٹاپ پر پوہنچ کر اسنے ادھر ادھر نظرے دوڑائی چارو اور گہر اسناٹا تھا۔۔۔۔۔ عروج نے کھڑی پر ٹائم دیکھا بس کے آنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔۔۔۔۔ اللہ اگر بارش آگئی تو۔۔۔۔۔ بس سٹینڈ کی ٹوٹی چھت کو دیکھ اسکی حالت خراب ہوئی۔۔۔۔۔ یا اللہ بس جلدی آجائے۔۔۔۔۔ ابھی وہ دعا کر رہی تھی کہ ہلکی ہلکی بوند اباری شروع ہو گئی۔۔۔۔۔ عروج کی حالت مزید خراب ہو گئی۔۔۔۔۔ اسکے پاس کوئی چھاتا بھی نہیں تھا جس سے وہ اپنا بچاؤ کرتی۔۔۔۔۔ اگر بارش تیز ہو جاتی تو وہ پوری بھیگ جاتی۔۔۔۔۔ یک دم ہلکی ہلکی بوند اباری بارش میں بدلی۔۔۔۔۔ عروج گھبرا گئی۔۔۔۔۔ چھٹ ٹپکنے لگی۔۔۔۔۔ عروج ایک طرف سمٹ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ بس ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ ٹھنڈ سے اسکے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ اچانک ایک خوبصورت کار اسکے سامنے آخر کی۔۔۔۔۔ عروج نے خوفزدہ آنکھوں سے کار کو دیکھا۔۔۔۔۔ ایک تو سنسان روڈ اوپر سے برستی بارش اسکی پہلے ہی حالت خراب تھی اور اب یہ سامنے کھڑی کار اسکی حالت مزید خراب کر گئی۔۔۔۔۔ شیشے سے زین عباسی کی ایک جھلک دکھائی دی جو اسے دیکھ مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔۔۔۔۔ عروج نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا ڈر کی جگہ غصے نے لے لی۔۔۔۔۔ لفٹ چاہیے۔۔۔۔۔ اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتے زین نے مزے سے کہا۔۔۔۔۔ جو

تھر تھر کانپ رہی تھی۔ آنکھوں پر لگا چشمہ دھندلا گیا۔۔۔ جسے اپنے ڈپٹے کی مدد سے صاف کرتی ماتھے پر تیوری چڑائے اس طرف دیکھنے لگی جہاں سے بس آنی تھی۔۔۔ بس ابھی تک نہیں آئی تھی پل پل ٹپکتی چھت اسکے کپڑے بگور ہی تھی۔۔۔ دس منٹ گزر چکے تھے مگر بس نہیں آئی زین کی کار بھی وہی کھڑی تھی۔۔۔ اب سہی معنوں میں اسکی حالت بگڑنے لگی۔۔۔ کسی کو لفٹ چاہئے تو آجاؤ میں بیہا زیادہ دیر کھڑا نہیں رہوں گا۔۔۔ جتانے والے انداز میں کہتا وہ عروج کو تپا گیا۔۔۔ میں نے کہا میں کھڑا رہنے کو۔۔۔ عروج غصے سے بڑبڑائی۔۔۔ اگر یہ بھی چلا گیا تو بس بھی نہیں آئی۔۔۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی جب گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔ اسنے بے اختیار نظرے گاڑی کی اور موڑی۔۔۔ جہاں کار جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔۔۔ یا اللہ میں کیا کرو۔۔۔ دونوں ہاتھوں کو آپس میں مس کرتی وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔۔۔ کپڑے کافی حد تک بھیگ چکے تھے۔۔۔ اگر یہ چلا گیا تو۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچ نہیں پائی اور تیزی سے کار کی اور بڑی۔۔۔ کار کے قریب پوہنچ کر وہ دوبارہ رک گئی۔۔۔ زین نے ایک نظر اسے دیکھا اور دروازہ کھول دیا عروج تیزی سے کار میں بیٹھی کار میں بیٹھ کر سیٹ سے ٹیک لگا کر وہ آنکھیں موند گئی۔۔۔ کار میں چلتے ہیٹر سے اسے ڈھیروں سکون ملا۔۔۔ زین نے بہت غور سے اسے دیکھا۔۔۔ بارش سے بھیگا چشمہ ٹھنڈ سے سرخ ہوتی ناک اور گال۔۔۔۔۔ بالوں کی گیلی موٹی موٹی لٹے اسکے چہرے پر بکھری پڑی تھی۔۔۔ چند لمبے وہ بھی مبہوت سا اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ جلد ہی اپنی پوزیشن سمجھتے اسنے کار جھٹکے سے آگے بڑھائی۔۔۔ جس سے سکون سے آنکھیں موندے بیٹھی عروج ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے نکلی۔۔۔ ایک خونخوار نظر اسنے زین پر ڈالی

۔۔۔ ایک تو تمہیں لفٹ دی اوپر سے تھنکس بولنے کی بجائے یوں گھور رہی ہو۔۔۔۔۔ زین نے شرافت کا لبادا اوڑے کہا۔۔۔ میں نے نہیں کہا تھا لفٹ دو خود ہی زبردستی لفٹ دینے پر تلے تھے۔۔۔۔۔ عروج نے اپنا چشمہ صاف کرتے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ کتنی احسان فراموش ہو تم ایک تمہیں لفٹ دی اوپر سے مجھ پر ہی غصہ دکھا رہی ہو۔۔۔۔۔ زین نے اس کے انداز پر حیرانی سے کہا۔۔۔ ایک میں کسی کا احسان نہیں لیتی اور اگر لے بھی لوں تو زیادہ دیر اپنے پاس نہیں رکھتی لوٹا دیتی ہوں۔۔۔ وہ بھی جتانے والے انداز میں کہتی باہر دیکھنے لگی جہاں اب بارش مزید تیزی سے برس رہی تھی۔۔۔ تمہارے پاس کار ہیں جو تم مجھے لفٹ دو اور اپنا احسان لوٹاؤ۔۔۔۔۔ زین نے اس کا مذاق اڑاتے کہا۔۔۔۔۔ اگر کار نہیں ہیں تو کسی اور طرح تمہارا احسان چکا دوں گی۔۔۔۔۔ اس نے برستی بارش پر نگاہ جمائے کہا۔۔۔۔۔ کافی دیر کار میں خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔ اب بتاؤ گی بھی کہا جانا ہیں یا یوں نوابوں کی طرح بیٹھی رہو گی۔۔۔۔۔ زین نے اس کے یوں پر سکون سے انداز میں بیٹھنے پر طنز کیا۔۔۔۔۔ میں کوئی کار میں پہلی بار نہیں بیٹھی سمجھ اور رہی بات جانے کی تو وہ سامنے جو ہوٹل ہے وہی اتار دو۔۔۔۔۔ عروج کو اس کی بات بالکل پسند نہیں آئی جس پر وہ بنا لحاظ کے بولی۔۔۔۔۔ تمہیں لفٹ دی اس کا مطلب یہ نہیں میں اپنی بے عزتی بھول جاؤنگا بس انتظار کرو بہت جلد تمہارا سارا حساب چکاتا کرونگا۔۔۔۔۔ کار ہوٹل کے سامنے روکتے وہ اسے تنبیہ کرنا نہیں بولا۔۔۔۔۔ دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔ اسی کے انداز میں کہتی عروج کار سے اتر کر جلدی سے ہوٹل میں داخل ہو گئی۔۔۔۔۔ تمہاری ساری اکڑ نکالونگا۔۔۔۔۔ دل میں سوچتے اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ڈور گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ماضی)

یار فائینلی ایگزیم ختم ہو گئے۔۔۔ ٹینا نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔۔۔ ہاں یار ان ڈیز میں ویسے بھی جان پر بنی ہوتی ہیں میری تو حالت بری تھی پیپر دیتے وقت۔۔۔ اکشے نے بے اختیار جرجری لی۔۔۔ تو کون کہتا ہیں سارا سال آوارہ گردی کرو پڑھائی تو تم سے ہوتی نہیں اور ان دنوں تم لوگوں کی جان ہوا ہوتی ہیں۔۔۔ عروج نے چاروپر چوٹ کی۔۔۔ یار یہیں عمر تو ہوتی ہیں انجوائے کرنے کی گھوموں پھر وائش کرو پیپر میں تو ویسے بھی رٹالگ جاتا ہیں کیوں دوستوں راہول نے عروج کو چھوڑ باقی سب کی تائید چاہی۔۔۔۔۔ تینوں نے ایک ساتھ سر ہلایا۔۔۔ اور جب پتا ہیں ٹاپ تو ہم نے کرنا نہیں تو کیا فائدہ اتنا پڑنے کا۔۔۔ سڈ نے بھی گفتگو میں حصہ لیتے کہا۔۔۔ پانچوں اس وقت کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔۔۔ جب سے ہمیں یاد ہیں ہمیشہ ٹاپ پوزیشن تم ہی لاتی ہو ہماری باری تو آتی نہیں تو پھر فائدہ اتنا پڑنے کا۔۔۔۔۔ ٹینا کی بات پر عروج کا من کیا اپنا سر پھوڑ لے۔۔۔ اچھا چھوڑو ایک کپ چائے لاؤ۔۔۔ عروج نے جان چھڑاتے

BEING THE STRING OF YOUR KITE

کہا۔۔۔

ابھی تو پی۔۔۔۔۔ راہول نے حیرت سے کہا۔

تو ایک کپ اور نہیں پی سکتی کیا۔۔۔ عروج نے آئی برواٹھائے پوچھا۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی مجھ سے یہ کڑوی کافی نہیں پی جاتی تم لوگوں کی طرح۔۔۔۔۔ عروج نے برا سامنہ بنائے کہا۔۔۔۔۔ اسکی نظر میں کافی پینے سے اچھا تھا بندہ زہر پی لے۔۔۔۔۔ عروج کو کافی بلکل پسند نہیں تھی۔۔۔۔۔ کیسے پی لیتے ہو تم لوگ یہ۔۔۔۔۔ اس

نے کافی کے کپ کو دیکھنا کچڑھائے پوچھا۔۔۔ دنیا جہاں کی ساری چائے تو تم پی جاتی ہو اب ہم بچارے کافی نہیں پئے تو کیا پئے۔۔۔ اکشے نے اسے چڑھاتے کہا۔۔۔ لا کر دینی ہیں تو دو رو نہ بھاڑ میں جاؤ۔۔۔ عروج نے ناراضگی سے کہا۔۔۔ اچھا اچھا لا تا ہوں ناراض تو ناہو۔۔۔ راہول نے فوراً کہا اور چائے لینے چلا گیا۔۔۔ اور سناؤ کوئی نئی تازی۔۔۔ عروج نے چائے سے لطف اندوز ہوتے پوچھا۔۔۔ اس بار گھومنے کہا جانا ہیں۔۔۔ ٹینا نے یاد آنے پر چہک کر پوچھا۔۔۔ اس بار بھانگڑ فورٹ چلتے ہیں سناہیں وہاں جن بھوت ہوتے ہیں۔۔۔ سڈ نے پراسرار انداز میں کہا۔۔۔ ہاں اور تمہیں وہاں تمہارے بہن بھائیوں کے پاس چھوڑ آئیگی۔۔۔ ٹینا نے زبان دیکھائے کہا۔۔۔ جس پر سڈ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔۔۔ باقی تینوں نے بمشکل اپنی ہنسی چھپائی۔۔۔ میں تو کہتی ہوں اس بار لندن یا یو کے چلتے ہیں وہاں پر سنو فال ہوگی بہت مزہ آئیگا۔۔۔ ٹینا چھوٹے بچوں کی طرح خوش ہوتی بولی۔۔۔ ہاں وہاں تمہارے جیسی لیگ پیس دکھاتی لڑکیاں ہونگی بہت مزہ آئیگا۔۔۔ سڈ نے بھی اسکی نکل اتاری۔۔۔ ٹینا کے سوا باقی سب کا قہقہہ گونجا۔۔۔ ٹینا منہ کھولنے والی ہی تھی جب عروج تیزی سے بولی۔۔۔ میں نے پہلے ہی ڈیسائنڈ کر لیا ہیں اس بار چھٹیوں پر کہا جانا ہیں۔۔۔

کہا جانا ہیں۔۔۔

چارو نے ایک ساتھ پوچھا۔۔۔

پاکستان۔۔۔

مختصر کہ کر عروج چارو کا چہرہ دیکھنے لگی جو تھوڑے کنفیوز دکھائی دے رہے تھے۔۔۔ اچھا نہیں ہیں سب کے چہرہ کا جائزہ لیتی عروج نے حیرانی سے کہا۔۔۔ نہیں ایسی بات نہیں ہیں پر پاکستان میں اچھی گھومنے والی جگہ تو ہیں نا۔۔۔ ٹینا نے تھوڑا تذبذب ہوتے پوچھا۔۔۔ پاکستان کو اتنا ہلکے میں نہ لو وہاں بہت پیاری پیاری جگہ ہیں۔۔۔ عروج نے مزے سے بتایا۔۔۔ اچھا پھر ڈن ہیں ہم پاکستان جائیگے۔۔۔ عروج نے اپنا ہاتھ آگے کئے چارو کو جانچتی نظر سے دیکھا۔۔۔

ڈن۔۔۔

چارو نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھا۔۔۔ سب خوش تھے سوائے راہول کے۔۔۔ لیکن یار کیا ڈیڈ مانینگے۔۔۔ مسٹر اگر وال عروج کو پہلے ہی پسند نہیں کرتے تھے اور راہول کو اسکے ساتھ پاکستان جانے دیتے کبھی نہیں۔۔۔ اس میں کونسی بڑی بات ہیں تمہارے ڈیڈ نے تمہیں کہا لو ربن جاؤ تم بن گئے نہیں نا تو ایسے ہی اگر وہ تمہیں پاکستان جانے سے روکے گے تو تم رک جاؤ گے کیا۔۔۔ اکشے نے پتے کی بات کہیں۔۔۔ اور اگر پھر بھی نہ مانے تو تم رک جانا ہم اکیلے چلے جائیگے کیوں گا تڑ۔۔۔ اکشے نے راہول سے چھپا کر سب کو آنکھ ونک کی۔۔۔ جس پر سب نے ایک ساتھ یس کہا۔۔۔ تم لوگ میرے بغیر دہلی سے باہر جا کر دکھاؤ پاکستان تو بہت دور کی بات ہیں۔۔۔ راہول نے اکڑ کر کہا۔۔۔ یہ اکڑ اپنے ڈیڈ کو دکھانا ہمیں نہیں۔۔۔ سڈ نے چیلنجنگ بھرے انداز میں کہا۔۔۔ ڈیڈ سے پر میشن لیکر ہی آؤنگا دیکھ لینا یہ چیلنج ہیں میرا۔۔۔ راہول نے فرضی کالر جھاڑتے کہا۔۔۔ اے جے ویزا میں کوئی پروبلم تو نہیں ہوگی۔۔۔ ٹینا نے پوچھا۔۔۔ نہیں اگر ہوئی بھی تو بامبادیکھ لینگے تم لوگ بس تیاری کرو چھٹیاں ہوتے ہی ہم چلے پاکستان

--- عروج نے ہاتھ کا جہاز بناتے پر جوش انداز میں کہا۔۔۔ جس پر سب کانارا گونجا۔۔۔ اتنی دیر میں
 ویٹر بل لے آیا۔۔۔ لاؤ میں دیتا ہوں بل۔۔۔ راہول نے کہتے ساتھ ہاتھ بڑھا کر بل اٹھانا چاہا جسے سڈ نے
 اٹھالیا۔۔۔ تم کیوں میں کرونگا بل پے۔۔۔ سڈ نے بل پر نظرے دوڑائی۔۔۔ جب اکشے نے بل اچک لیا
 --- تم لوگ کیوں میں کرتا ہوں بل پے۔۔۔ نواکشے میں کرتی ہوں بل پے۔۔۔ عروج نے کہا
 --- ارے تم کیوں میں کر دیتی ہوں۔۔۔ ٹینا بھی میدان میں اتری۔۔۔ پہلے میں نے کہا تھا بل پے
 کرنے کو۔۔۔ راہول نے کڑے تیور سے انہیں گھورتے کہا۔۔۔ لاسٹ ٹائم تم نے کیا تھا اب میری
 باری ہیں۔۔۔ اکشے نے کہ کر بل پکڑنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی ٹینا نے بل چھین لیا۔۔۔ میں کرونگی بل
 پے۔۔۔ ویٹر ہونق بنا انہیں ایک دوسرے سے بل چھینتا دیکھ رہا تھا۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی میں کرونگی بل
 پے۔۔۔ عروج نے بل پکڑنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی سڈ نے بل اچک لیا۔۔۔ دس از چیمنگ سڈ
 --- ٹینا نے انگلی دکھائے کہا۔۔۔ آس پاس کے لوگ بھی حیرانی سے انہیں بل پر جھگڑتا دیکھ رہے
 تھے۔۔۔ پانچوں ایک دوسرے سے بل چھینتے مسلسل جھگڑ رہے تھے۔۔۔ گائز دیکھو پہلے میں نے کہا
 تھا۔۔۔ راہول نے کہتے ساتھ ٹینا کے ہاتھ سے بل کھینچا۔۔۔ آدھا بل ٹینا کے ہاتھ میں ہی رہ گیا اور آدھا
 راہول کے ہاتھ میں آگیا۔۔۔ اب کرلو بل پے۔۔۔۔۔ عروج نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے کہا
 --- دونوں ہونق بنے بیٹھے اپنے ہاتھ میں پکڑے بل کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ ویٹر الگ پریشان کھڑا تھا
 --- جب سڈ جس نے پہلے ہی بل دیکھ لیا تھا پیسے نکال کر سیدھا ویٹر کے ہاتھ میں پکڑائے۔۔۔۔۔ دس از
 چیمنگ۔۔۔ چارونے ایک ساتھ کہا۔۔۔ چپ کر کے چلو۔۔۔ سڈ انہیں لتاڑتا بولا۔۔۔۔۔ اگلی بار

سے دیسٹ کر کے آنا بل کس نے پے کرنا ہیں.... عروج نے چیئر سے اٹھتے کہا۔۔۔۔ ہر بار کا انکا یہی تھا۔۔۔ اگلی بار میں پے کرونگی۔۔۔ ٹینا ساتھ ساتھ چلتی بولی۔۔۔۔ تم کیوں میں کرونگا۔۔۔ اکشے نے فون سے کہا۔۔۔۔ پانچوں ایسے ہی جھگڑتے کیفے ٹیریا سے باہر نکلے۔۔۔۔۔

(حال)

اگلے دن عروج کام پر گئی تو سامنے ہی ٹیبل پر زین اور اسکی گینگ بیٹھی دکھائی دی۔۔۔۔ غلطی کر دی اس سے لفٹ لیکر۔۔۔۔ عروج غصے سے تیوری چڑھائے بڑبڑائی۔۔۔۔ ویٹر۔۔۔۔ وہ ڈریس چینج کر کے آئی جب ویٹر کانارا گونجا۔۔۔۔ عروج نے

ناگوار نظر سے آواز کی سمت دیکھا آواز دینے والا زین ہی تھا جو اسے دیکھ مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔۔۔۔ عروج وہاں ویٹر کی حیثیت سے ہی کام کرتی تھی مگر زین کے منہ سے ویٹر کا نام سن اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔۔۔۔ اپنے تاسرات چھپاتی وہ ٹیبل تک آئی۔۔۔۔ یس سر۔۔۔۔ سر جھکا کر بہت مودبانہ انداز میں کہا۔۔۔۔ میرے لئے ایک کافی اور انکے لئے جو یہ کہے وہ لے آؤ۔۔۔۔ حکم صادر کرتا زین بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنے تاسرات چھپانے کی ناکام کوشش کرتی اب اسکے دوستوں کا آرڈر لے رہی تھی۔۔۔۔ آرڈر لا کر سارا سامان سلیکے سے ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔ اپنی تھنگ ایلس سر۔۔۔۔ ٹرے کو ہاتھ میں پکڑے جھکے سر سے کہا۔۔۔۔ نو۔۔۔۔ اکڑ کر ایک مختصر لفظ کہتا وہ اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔ عروج خاموشی سے وہاں سے چلی آئی۔۔۔۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی وہ اپنا کام کر رہی تھی جب اسکی نظر سامنے

ٹیبل پر پڑی۔۔۔ وہ پانچ ہی تو تھے بلکل انکے جیسے ویسے ہی ہنستے مسکراتے باتیں کرتے۔۔۔ انہیں دیکھتے ایک بار پھر وہ ماضی کی سوچوں میں کھو گئی۔۔۔ وہ ایسا کھوئی کے سامنے سے آتے زین کو بھی نہ دیکھ پائی۔۔۔ زین نے پاس آکر اسکے چہرے کے آگے چٹکی بجائی جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔۔۔۔۔ زین کو سامنے دیکھ ایک دم اسے شرمندگی سے آگیرا۔۔۔ کیا دیکھ رہی ہو ہمارے کھانے کو نظر لگانی ہیں اگر چاہیے تو مانگ لو یوں آنکھیں پھاڑ کر نظر لگانے کی کیا ضرورت ہیں۔۔۔۔۔ زین طنزیہ کہتا اسکے تن بدن میں آگ لگا گیا۔۔۔ لمحوں پہلے ہوئی شرمندگی غصے میں بدل گئی۔۔۔۔۔ میں تمہارے کھانے کو کیوں دیکھونگی۔۔۔۔۔ عروج نے دبے دبے غصے سے کہا۔۔۔۔۔ اچھا تو پھر مجھے دیکھ رہی ہو گی اب اتنا ہینڈ سم لڑکا دیکھ کوئی بھی ہوش کھو سکتا ہیں۔۔۔۔۔ وہ اکڑ کر بولا۔۔۔۔۔ ہو نہہ ہینڈ سم اور تم۔۔۔۔۔ عروج استہزایا ہنسی۔۔۔۔۔ کیوں تمہیں میں ہینڈ سم نہیں لگتا۔۔۔۔۔ بھوری آنکھیں اسی پر گاڑے پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ بلکل نہیں۔۔۔۔۔ وہ نظرے پھیرتی بولی۔۔۔۔۔ اسکی تو ایک ہی وجہ ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔ کاؤنٹر پر کوہنی ٹیکائے اسنے پر سوچ انداز میں کہا۔۔۔۔۔ اور وہ کیا ہیں۔۔۔۔۔ یہی کے تمہارا یہ چشمہ خراب ہو چکا ہیں اسے بدل لو۔۔۔۔۔ اسکی بات پر عروج نے بے اختیار اپنے چشمے کو چھوا۔۔۔۔۔ زین اسے دیکھ مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ عروج نے غصے سے مٹھیاں پیچ لی۔۔۔۔۔ زین ایک ڈیولش سائل پاس کر تا واپس جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ عروج ابھی ایک دوسری ٹیبل پر کھانا سرو کر کے آئی ہی تھی جب دوبارہ ویٹر کی صدا گونجی۔۔۔۔۔ عروج نے بے اختیار آس پاس دیکھا جہاں سبھی ویٹر کہیں نہ کہیں بڑی تھے ایک ٹھنڈی آہ بھرتی مجبوری میں دوبارہ اسے زین کے پاس جانا پڑا۔۔۔۔۔ یس سر۔۔۔۔۔ پھر سے وہی مودبانہ انداز۔۔۔۔۔ بل۔۔۔۔۔ مصروف سے انداز میں کہا گیا۔۔۔۔۔ ویٹر کے

ساتھ بل کی آواز بھی لگا دیتا۔۔۔ وہ خود سے بڑبڑاتی واپس بل لینے چلی گئی۔۔۔ یو ر بل
 سر۔۔۔ عروج نے بل لا کر ٹیبل پر رکھا۔۔۔ بل پے کر کے زین اپنی گینگ کے ساتھ اٹھا۔ عروج پیسے
 لیکر واپس جانے لگی جب زین کی آواز پر رکی۔۔۔ میں تو کچھ بھول ہی گیا۔۔۔ چہرے پر مسکراہٹ سجائے
 زین اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔۔۔ عروج نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ زین نے جیکٹ کی
 جیب سے پچاس کا ایک نوٹ نکال کر اسکی اور بڑھایا۔۔۔ تمہاری ٹپ۔۔۔ نو تھنکس سر میں ٹپ نہیں
 لیتی۔۔۔ بہت ضبط سے اسنے یہ جملہ کہا۔۔۔ اگر تمہیں کم لگ رہی ہیں تو بتا دو میں زیادہ دے دیتا
 ہوں۔۔۔ زین نے تھوڑا آگے کو جھکتے بہ ظاہر مسکرا کر کہا۔۔۔ مگر اسکی آنکھوں میں غرور صاف نظر آرہا
 تھا۔۔۔ میں نے کہا نہ سر میں ٹپ نہیں لیتی۔۔۔ اس بار وہ چاہ کر بھی اپنا لہجہ نارمل نہ رکھ پائی۔۔۔ ٹپ
 تو تمہیں لینی پڑیگی۔۔۔ چیلنجگ انداز میں کہتا وہ اسے سلگا گیا۔۔۔ اگر نہیں لی تو کیا کریں گے۔۔۔ وہ غرائی
 تھی۔۔۔ میں تمہارے میزگر کو بلا کر کہو نگا تم نے میرے ساتھ بد تمیزی کی ہیں اور آئی ایم شیور کے وہ ایک
 دو ٹکے کی ویٹر کی بات تو نہیں سنے گا۔۔۔ زین اپنی بات کے آخر میں مسکرایا تھا۔۔۔ عروج اسکی بات پر
 ذرد پڑ گئی یہ جاب اسکی ضرورت تھی وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی اور یہ بھی سچ تھا اسنے آج تک کسی سے
 ٹپ نہیں لی تھی۔۔۔ کانپتے ہاتھوں سے اسنے پچاس کا نوٹ تھاما۔۔۔ ہتک سے اسکا چہرہ لال پڑ گیا
 ۔۔۔ گڈ گرل۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔ آنکھوں پر گلاسز لگائے زین اسکے کان کے قریب جھکا۔۔۔ سی یو
 ٹومورو۔۔۔ چبا کر کہتا وہ روکا نہیں۔۔۔ عروج وہی سن کھڑی رہ گئی۔۔۔ اپنے آنسوؤں روکنے کی ناکام
 کوشش کرتی وہ وہاں سے سیدھا اسٹور روم میں آئی۔۔۔ آنسوؤں اسکے گال بگورہے تھے۔۔۔ اتنی ذلت

ہڈیوں میں اتنی جان کہا جو میں سفر کروں۔۔۔ سعدیہ بی کی بات پر عروج نے منہ پھلایا۔۔۔ اسکا چہرہ دیکھ سب نے قہقہہ لگایا۔۔۔ ارے میری بچی تو خفا ہو گئی۔۔۔۔۔ رضامیر نے عروج کے پھولے گالوں پر پیار کرتے کہا۔۔۔ انکل یہ تو بس نالک ہیں اندر سے بہت خوش ہیں یہ آپکے بغیر آزادی سے جو جا رہی ہیں۔۔۔۔۔ اکشے نے رضامیر کے کان میں سرگوشی کی مگر آواز سب بہ خوبی سن سکتے تھے۔۔۔۔۔ سچی میں۔۔۔ رضامیر نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔۔۔۔۔ ہاں نہ انکل یہ تو بس ڈرامے ہیں اسکے۔۔۔۔۔ اکشے نے خالص زنانیوں والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔ عروج نے اکشے کو کڑے تیور سے گھورتے ناراضگی سے رضامیر کا بازو جھنجھوڑا۔۔۔۔۔ جس پر سب کے قہقہے دوبارہ گونجے۔۔۔۔۔ یو نہی ہنسی مذاق میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔۔۔ سب سامان گاڑی میں پہلے ہی رکھوا دیا گیا تھا۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔ عروج نم آنکھوں سے انکے گلے لگی کھڑی تھی۔۔۔ رضامیر کا دل بھی انہیں اکیلا بھینچنے کا نہیں تھا مگر بی جان سے وعدہ جو کر چکے تھے۔۔۔ رضامیر سے ملتی وہ سعدیہ بی کے گلے لگی۔۔۔ سعدیہ بی نے اسے ڈھیر دوائیں دی۔۔۔ دونوں سے مل کر بوجھل دل سے وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔ چار پہلے ہی کار میں بیٹھ چکے تھے عروج کے بیٹھتے ہی گاڑی ایئر پورٹ کی اور روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔ رضامیر نے ایئر پورٹ تک ساتھ چلنے کا کہا تھا مگر سب نے منع کر دیا۔۔۔۔۔ اف یار کچھ دنوں کے لئے پاکستان جا رہی ہو اور اداس تو ایسے ہو جیسے ابھی ابھی تمہاری ڈولی اٹھی ہو۔۔۔۔۔ ٹینا نے اسے اداس دیکھ کہا۔۔۔۔۔ باقی تینوں اسکی رونی صورت دیکھ ہنس دیے۔۔۔۔۔ ہنس لو ہنس لو سب کے سب۔۔۔۔۔ عروج خفا ہوتی بولی۔۔۔۔۔ ہم ہیں نہ تمہارے ساتھ اداس کیوں ہوتی ہو۔۔۔۔۔ ٹینا نے اسے گلے لگائے محبت سے کہا۔۔۔۔۔ عروج نے بھی مسکرا کر اسکے گرد بازو باندھ دیے۔۔۔۔۔ اسلام

آباد ایر پورٹ پر پونہ پختہ ہی تازی ٹھنڈی حوانے انکا استقبال کیا۔۔۔ پانچوں اپنی اپنی ٹرالیا گھسیٹے
ایر پورٹ کی حدود سے باہر نکل رہے تھے۔۔۔۔ نیامک نیا شہر سب کو ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا
۔۔۔ آسمان پر چھائے بادل اور گیلی زمین اس بات کا پتہ دے رہی تھی کہ اسلام آباد میں تازہ تازہ بارش
ہوئی ہیں۔۔۔ پانچوں آس پاس نظرے دوڑائے چل رہے تھے جب عروج کی نظر ایک جانب پڑی
۔۔۔۔۔ چاچو۔۔۔۔۔ عروج نے دور سے ہی چلا کر ہاتھ ہلایا۔۔۔۔۔ باقی چاروں نے بھی اسکی نظر و کا تعقب کیا
۔۔۔۔۔ اسلم و علیکم چاچو کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔ عروج نزدیک پونہ پختہ ہی چہک کر بولی۔۔۔۔۔ الحمد للہ میں
بلکل ٹھیک میری بیٹی کیسی ہیں۔۔۔۔۔ احد میر جو رضامیر کے بڑے بھائی تھے انہوں نے مسکرا کر اسے گلے
لگائے پوچھا۔۔۔۔۔ میں ٹھیک یہ میرے دوست ہیں۔۔۔۔۔ عروج نے پیچھے شرماتے کھڑے چارو کی اور اشارہ
کیا۔۔۔۔۔ احد میر مسکرا کر سب کے گلے لگے ٹینا کے سر پر انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔ سلام
دعا کے باد گاڑی افضل ولا کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔۔۔ ایر پورٹ سے نکل کر گاڑی اسلام آباد کے صاف
شفاف روڑ پر دوڑ رہی تھی۔۔۔۔۔ ہلکی پھلکی گفتگو کے ساتھ سبھی باہر دیکھنے میں مگن تھے۔۔۔۔۔ عروج بھی
شیشے سے سر ٹیکائے ہریالی بھرے پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ سالوں بعد اپنے ملک میں آکر اسے ایک
عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔ گاڑی ایک خوبصورت ولا کے آگے رکی۔۔۔۔۔ پانچوں گاڑی سے
نکل کر سائش بھری نظروں سے گھر کو دیکھ رہے تھے جسے یقیناً انکے آنے کی خوشی میں ہی کسی دلہن کی طرح
سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ آس پاس کے کچھ لوگ بھی اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑے انہیں دیکھ رہے
تھے۔۔۔۔۔ پانچوں کو کسی فلم سٹار کی طرح وائب آئی۔۔۔۔۔ عروج نم آنکھوں سے بی جان کے گلے لگی

--- کیسی ہیں میری بچی۔۔۔ بی جان نے محبت سے چور لہجے میں پوچھا۔۔۔ ٹھیک ہوں بی جان آپ
 کیسی ہیں۔۔۔ عروج نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے پوچھا۔۔۔ تمہیں دیکھ لیا میری عمر بڑ گئی
 --- بی جان نے مسکرا کر کہتے اسے خود سے الگ کیا جب انکی نظر پیچھے جھینپے کھڑے تینوں پر
 پڑی۔۔۔ یہ میرے دوست ہیں۔۔۔ عروج نے انکی نظر وکے تعقب میں دیکھا۔۔۔ بی جان نے آگے
 بڑ کر سب کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔ سب سے الیک سلیک کے بعد سب اندر آئے گھر کو
 اندر سے بھی اتنی ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔ کافی دیر چائے کے ساتھ دیگر لوازمات کا دور چلا
 --- سب فلائٹ میں ہی کھانا کھا چکے تھے اسی لئے کسی کو بھی بھوک نہیں تھی۔۔۔۔۔ کافی دیر کی گپ
 شپ کے بعد پانچوں کو انکے کمروں میں پوہنچا دیا گیا۔۔۔۔۔

گائز سب کتنے اچھے ہیں۔۔۔۔۔ ٹینا نے چہک کر کہا۔۔۔۔۔ رضا انکل کی فیملی ہیں انکے جیسی ہی ہوگی
 نہ۔۔۔۔۔ اکش نے بھی تعریفی لفظ کہے۔۔۔۔۔ چارو کو رضا میر کی فیملی بہت پسند آئی تھی۔۔۔۔۔ اس وقت
 پانچوں ٹینا اور عروج کے کمرے میں موجود باتوں میں مصروف تھے جب ملازمہ نے ڈنر کا آکر کہا
 --- پانچوں ایک ساتھ ڈنر ٹیبل پر پوہنچے۔۔۔۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ عروج نے بلند آواز سلام کیا اور
 کر سی کھینچ کر بیٹھ گئی باقی چاروں نے بھی اسکی تقلید کی۔۔۔۔۔ پاکستانی کھانے دیکھ انکی بھوک
 جاگی۔۔۔۔۔ سوائے عروج کے چارو شرمائے شرمائے سے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔۔۔ پاکستانی کھانے پانچوں
 کو بہت پسند آئے۔۔۔۔۔ سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب بی جان کی آواز نے خاموشی کو توڑا
 --- دیکھو بچو جس طرح عروج اس گھر کی فرد ہیں اسی طرح یہ گھر آپکا بھی ہیں آپ سب بھی اس گھر کے

فرد ہیں اسی لئے بنا جھکے اور شرمائے کھانا کھاؤ۔۔۔ بی جان کی بات سمجھ کر چارونے سر ہلا دیا۔۔۔۔ کیا بات ہیں بیٹا آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہی۔۔۔ ٹینا جو شرمائی سی سوچ رہی تھی کے اگلی ڈش کو نسی ٹرائی کرے نبیلہ (احد میر کی زوجہ) کی بات پر بوکھلا گئی۔۔۔۔ وہ میں۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی سڈ جو بی جان کی بات پر اپنی ساری شرم کو بائے بائے کر چکا تھا فورن سے بولا۔۔۔۔ آنٹی ایکچولی ٹینا کو کھانے کے ساتھ لیگ پیس بہت پسند ہیں جس کھانے کے ساتھ لیگ پیس نہ ہو وہ ٹینا سے کھایا ہی نہیں جاتا۔۔۔۔ سڈ نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ ٹینا جو پہلے ہی بوکھلائی بیٹھی تھی سڈ کی بات پر زور زور سے کھانسنے لگی۔۔۔۔ ارے کیا ہوا بچی کو پانی دو جلدی۔۔۔۔ بی جان نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔ نبیلہ نے فورن ٹینا کو پانی کا گلاس تھمایا جو وہ ایک ہی سانس میں گٹک گئی۔۔۔۔ سڈ اسکی حالت سے لطف اندوز ہوتا مزے سے کھانا کھا رہا تھا۔۔۔۔۔ ٹینا کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔۔۔ راہول اور اکشے نے بمشکل اپنی ہنسی کا گلہ گونجا جیکے عروج فکر مند سی اسکی پیٹھ سہلار ہی تھی۔۔۔۔۔ ٹینا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔۔۔۔۔ کوئی بات نہیں بیٹا ایسا ہوتا رہتا ہیں آپ کھانا کھاؤ۔۔۔۔۔ احد میر نے نرمی سے کہا جس پر ٹینا سر ہلاتی کھانا کھانے لگی۔۔۔۔۔ لیکن سڈ کو خو خوار نظروں سے گھورنا نہیں بھولی۔۔۔۔۔ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی کمینے انسان۔۔۔۔۔ ٹینا غصے سے کہتی اس پر جھپٹی مگر سڈ اپنا بچاؤ کرتا سائیڈ پر ہو گیا۔۔۔۔۔ اب کہا بھاگ رہے ہو تم نے سب کے سامنے میری انسلٹ کر دی ہاؤ ڈیر یو۔۔۔۔۔ ٹینا غصے سے پاگل ہوتی مسلسل سڈ کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی جو کے ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔ سارا کمرہ تہس نہس ہو چکا تھا کمرے کی ہر چیز بکھری پڑی تھی۔۔۔۔۔ اکشے ایک طرف صوفے پر بیٹھا سارے سین سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ آؤ پہلے پکڑو تو پھر سر بھی پھاڑ لینا۔

--- سڈ اسے چڑھاتا مزید سلگ رہا تھا۔۔۔۔۔ جو بھی چیز ٹینا کے ہاتھ میں آتی وہ سڈ کو مارتی مگر سڈ کسی نہ
 کسی طرح اپنا بچاؤ کر ہی لیتا۔۔۔۔۔ عروج اس وقت بی جان کے کمرے میں بیٹھی پرانی باتیں یاد کر رہی تھی
 جبکہ راہول لون میں کھڑا فون پر بات کرتا کسی کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔ کافی دیر کی مشقت کے
 بعد بھی جب سڈ ہاتھ نہیں آیا تو ٹینا تھک کر وہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ ٹینا کو بیٹھتا دیکھ سڈ بھی سکون کا سانس
 لیتا اکشے کے ساتھ ہی صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔۔۔۔۔ ٹینا لمبے لمبے سانس لیتی خود کو کمپوز کر رہی تھی جب
 اسکی نظر اپنی ہیل والی جوتی پر پڑی ایک شیطانی مسکراہٹ نے اسکے لبو کا اثاثہ کیا۔۔۔۔۔ سڈ بچا رہا جو ابھی
 اپنی سانس بحال کر رہی رہا تھا ٹینا کو دیکھ اچھل کر صوفے کے ہوا۔۔۔۔۔ ٹینا نونو۔۔۔۔۔ ٹینا کے ہاتھ میں ہیل
 دیکھ سڈ نونو کا راگ چنے لگا۔۔۔۔۔ اکشے جو انکے بیٹھے ہی سمجھا سارا کھیل ختم ایک بار پھر آنکھوں میں چمک
 لئے سارا منظر دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ ٹینا مذاق اپنی جگہ پر یہ نہیں پلیز۔۔۔۔۔ سڈ ملتی ہوا۔۔۔۔۔ مذاق جو تم نے کیا
 وہ مذاق تھا۔۔۔۔۔ ٹینا پھنکاری۔۔۔۔۔ ٹینا چھوڑنا مت۔۔۔۔۔ اکشے صوفے پر اچھلتا بولا۔۔۔۔۔ تو چپ کر
 میرے باپ کیوں میری جان کا دشمن بنا ہوا ہیں۔۔۔۔۔ سڈ نے چبا کر کہا۔۔۔۔۔ اسکی نظر ٹینا کے ہاتھ میں
 پکڑی ہیل پر تھی۔۔۔۔۔ ٹینا نے پوری قوت سے ہیل گما کر سڈ کو ماری سڈ بروقت نیچے جھکا اور ہیل پیچھے
 رکھے ایک خوبصورت شوپیس پر لگی۔۔۔۔۔ شوپیس جو تا لگتے ہی نیچے گرا اور ٹک کی آواز سے دو ٹکرو میں
 بٹ گیا۔۔۔۔۔ تینوں جہاں تھے وہی جم گئے۔۔۔۔۔ کمرے میں ایک دم سکوت چھا گیا۔۔۔۔۔ یہ کیا کیا تم لوگوں
 نے۔۔۔۔۔ دونوں کے سکتے کو اکشے کی آواز نے توڑا۔۔۔۔۔ میں نے نہیں اسنے۔۔۔۔۔ سڈ نے فورن انگلی ٹینا
 کی اور موڑی۔۔۔۔۔ میں تو تمہیں مار رہی تھی تمہاری غلطی ہیں۔۔۔۔۔ ٹینا ہکلاتی سارا الزام اس پر ڈال گئی۔

اکشنے نے حیرت سے کہا۔۔۔

اکشے پلیر۔۔۔۔ ٹینار نجیدہ ہوئی

اوکے اوکے کچھ سوچتا ہوں۔۔۔ اکشے نے اسکی رونی صورت دیکھ ہتھیار ڈالے۔۔

کافی دیر کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔۔۔

ٹینا انگلیاں آپس میں پھسائے پریشان سی بیٹھی تھی سڈ بھی تھوڑا فکر مند تھا۔۔۔ عروج کے سامنے دونوں
شرمندہ نہیں ہونا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

ایک آئیڈیا ہیں۔۔۔ اکشے نے چٹکی بجاتے خاموشی کو توڑا۔۔۔۔

کیا آئیڈیا ہیں۔۔۔۔ دونوں کی آواز ایک ساتھ آئی۔۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔ اکشے نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو پاس بلایا

تینوں آپس میں سر جوڑے بیٹھے تھے
BEING THE STRING OF YOUR FILE

اس ٹوٹے شوپیس کو بیگ میں ڈالو اور موقع ملتے ہی ٹھکانے لگا دینا۔۔۔

اکشے نے پراسرار انداز میں سرگوشی کی جیسے کوئی شوپیس نہیں ٹوٹا خدا نہ خواستہ کوئی قتل ہو گیا ہو۔۔۔۔۔

پاگل ہو اگر کسی نے پوچھ لیا تو۔۔۔۔۔

سڈ کو اسکا آئیڈیا پسند نہیں آیا۔۔۔۔

ارے کون پوچھے گا اور ویسے بھی اس گھر میں اتنے شوپیس ہیں کسی ایک کا نہ ہونا کون محسوس کریگا
 --- اکشے نے پتے کی بات کی ---

یہ محسوس کیا ہوتا ہیں ---

سڈ نے نہ سمجھی سے کہا ---

جس پردونوں نے اپنا ماتھا پیٹا ---

کب تمہیں اردو سمجھ آئیگی ---

ٹینا زچ ہوتی بولی ---

تم لوگوں کو تو جیسے بہت آتی ہیں ---

سڈ نے ناک چڑھائے کہا ---
 BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ سچ تھا اردو سوائے عروج کے کسی کو بھی اردو نہیں آتی تھی --- ٹینا اکشے اور راہول پھر بھی معمولی سی
 سمجھ لیتے مگر سڈ اردو میں بالکل ہی فیل تھا ---

اکشے اگر کوئی مسئلہ ہو گیا تو ---

ٹینا نے بات بدلتے کہا ---

تو پھر خود ہی کوئی آئیڈیا ڈھونڈو ورنہ عروج کو بتادو۔۔۔۔

اکشے نے جھنجھلا کر کہا۔۔۔

اسکی بات پر ٹینا نے اپنے لب کاٹے۔۔۔۔

کافی دیر کی خاموشی کے بعد ٹینا نے کچھ سوچ کر ٹوٹے شوپیس کو اٹھا کر اپنے بیگ میں رکھے کپڑو کے نیچے
ٹھونس دیا۔۔۔۔

اپنا کام نپٹا کر ٹینا ایک لمبا سانس لیتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد تینوں کی نظرے ملی۔۔۔ ایک دم خاموشی کو چیرتے تینوں کے قہقہے گونجنے
لگے۔۔۔۔

یقیناً آج کا دن انکی زندگی کے یادگار دنوں میں گنا جانا تھا۔۔۔۔

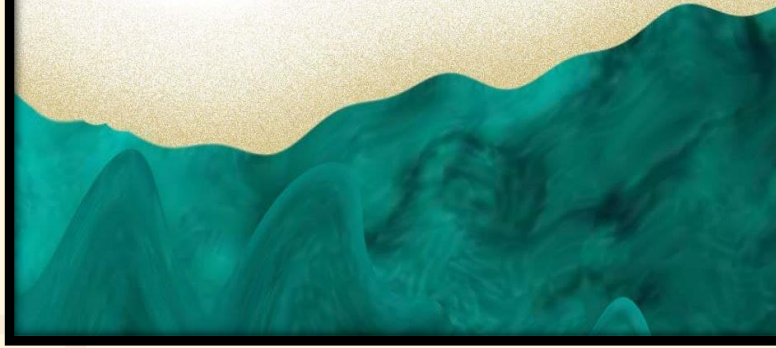
BEING THE STRING OF YOUR KITE

جاری ہے۔۔۔

باقی آئندہ قسط میں

پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اس کے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

ایسین فتح



ابراہیم

"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپتے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سیکم کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔ "بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سیکم ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹتے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

Click here

safareadab.com



دنوشہ آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اتر جائیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکراتے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجہ ہٹا کر گئی۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا بیٹا؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ!!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے بلیٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

Click here

safareadab.com

وراثت

فاطمہ ملک

ناول قلوبِ طفلنی کی دیک جھلک

"دیکھو میرا ایک اصول ہے۔ معاف مانگنے پہ
معاف کر دو لیکن اگر اگلا معافی نامانگے تو اس کو
احساس کرواؤ اسکی غلطی کا اور ویسے بھی انھوں
نے میری سیلف ریسپیکٹ کو ہرٹ کیا اور میرے
باپ کی توہین کی۔" they deserved it
اوڈر دینے کے بعد اورورہ نے اس کو جواب دے
دیا۔

"ہمم! ویسے یہ رنگ ابھی بھی ہے؟!"
ایمیلیا نے اورورہ کی انگوٹھی کی طرف اشارہ
کرتے بولا۔

"یہ ہمیشہ رہے گی میرے ساتھ۔"
اورورہ نے اس کو دیکھتے ہلکا سا مسکرا کر جواب
دیا۔

"Even till the last breath!"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"till the last breath! yes!"

اورورہ نے کہتے ویٹر سے کھانا رسیو کیا۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

www.safareadab.com

قلوبِ طفلنی

مہر رحیم اسلم

"ویسے تم موڈل ہو میرے ڈیزائنز کا ڈسپلے کرنا

چاہو گی؟!"

"بالکل! کیوں نہیں!"

ایمیلیا خوشی سے بولی۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں

کلک کریں۔

Safar-e-Adab

safareadab.com

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب